Vol. I
No. 34



Saturday
10th April, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

	Pages
Preesentation of a petition re: R.T.D. workers grievances—Referred to the Committee on petitions	2129
Resolution re: Stoppage of the payment of further Compensation to Jagirdars	2129-2194

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.
1954

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Saturday, the 10th April, 1954.

The House met at Half Past Two of the Clock

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Presentation of a petition re : R.T.D. workers grievances

Shri A. Raj Reddy (Sultanabad): Mr. Speaker, Sir I, present a petition signed by Shri Syed Kasim, Shri Raghavendra Rao and others, the office-bearers of R.T.D. Employees Union, on behalf of the R.T.D. employees, regarding the bonus issue and the strike and its aftermath and all other incidental grievances arising therefrom.

Mr. Speaker : Can the hon. Member just give a summary of the petition ?

Rule No. 210 reads thus :

"A member presenting a petition shall confine himself to a statement in the following form....."

Does he think that his statement is enough ?

Shri Raj Reddy : I have made the statement according to the Rules, Sir.

Mr. Speaker : This petition is referred to the Committee on Petitions.

RESOLUTION REGARDING STOPPAGE OF THE PAYMENT OF FURTHER COMPENSATION TO JAGIRDARS

Shri Gopal Rao (Pakhal) : Sir, I beg to move :

"That this House is strongly of opinion that payment of further compensation to the jagirdars be stopped forthwith and provision in the shape of rehabilitation grant may be made for some period to small jagirdars, Hissedars and Guzarayabs wherever necessary".

Mr. Speaker : Resolution moved.

* شری گوپال راؤ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ میرا ریزولیوشن جاگیرداروں کو کمپنزیشن (Compensation) دینے کے بارے میں ھے۔ جاگیرداروں کو جو کمپنزیشن دیا جاتا ھے اوس کے جملہ اخراجات لگ بھگ (۱۸) کروڑ روپیہ تک کا اندازہ کیا گیا ھے یہ معاوضہ ۱۰ سے لیکر ۲۰ سال تک کی مدت میں مختلف جاگیرداروں کو مختلف طریقوں سے ادا ھوگا۔ جاگیرات لینے کے بعد اوس میں سے (۶۰) فیصد اخراجات منہا کرنے کے بعد (۱۸) کروڑ روپیہ معاوضہ کا تعین کیا گیا ھے۔ جاگیرداروں کے پیچھے ایک خاص تاریخ ھے۔ اس سے پہلے ایوان میں سوازنہ کے وقت اس کے بارے میں کافی بحث ھوچکی ھے۔ جاگیرداری سسٹم کب شروع ھوا۔ کب ختم ھوگا (ختم تو ھو رھا ھے یہ اوس کا آخری زمانہ ھے)۔ شروع ھونے کا زمانہ غالباً نو سو سال پہلے کا ھے۔ ھندوستان کی تاریخ میں اس کے متعلق نو سو سال کا اندازہ کیا جاتا ھے۔ جب سے یہ سسٹم چل رھا ھے۔ اس سسٹم کے تحت بعض جاگیرات ایسے ھیں جن کے لئے خاص خدمات مختص کردئے گئے ھیں۔ بعض جاگیرات ایسے ھیں جو بطور انعام دئے گئے تھے۔ یہ کس خدمت کے صلہ میں دئے گئے تھے یہ علحدہ سوال ھے۔ اس سے پہلے آنریبل چیف منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ جاگیرات جو دئے گئے اون کے اسنادات میں ''آچند را تارا رکم۔ تا قیام شمس و قمر،، لکھا ھوا تھا اس لئے اون کو بلا معاوضہ واپس نہیں لے سکتے۔ حالانکہ ایک زمانے سے عوام جد و جہد کر رھے ھیں اور یہاں بھی آنریبل ممبرس برابر مطالبہ کر رھے ھیں کہ بغیر معاوضہ ان جاگیرات کو ختم کردیا جائے۔ لیکن کہا جاتا ھے کہ دستور کا سوال سامنے آتا ھے۔ کہ دستور کے تحت ھم بغیر معاوضہ جاگیرات کو واپس نہیں لے سکتے۔ جب دستور کا سوال آتا ھے تو مجھے یہ کہنا ھے کہ دستور میں یہ نہیں کہ اون کو (معاف کرنا اگر میں اون کو مفت خور کہوں) گھر بٹھا کر معاوضہ دیا جائے۔

[Shri B. D. Deshmukh (Chariman) in the Chair]

جس سلسلہ میں اون کو جاگیرات دئے گئے ھیں اوس کے تحت اون پر چند قیود اور شرائط بھی رکھے گئے تھے کہ وہ یہ یہ خدمات انجام دیا کریں۔ ''آچندراتا را رکم۔ وتا قیام شمس و قمر،، اگر دئے گئے ھیں تو اون کو تا قیام شمس و قمر خدمات بھی انجام دینا پڑیگا۔ یہ جو سوال کہ جاگیرات جو اون کو دئے گئے اون کے تحت خدمات ختم ھوچکے ھیں۔ مثال کے طور پر میں پائیگاہ کی خدمت کے کیا معنی ھیں بتاؤنگا۔ اس سلسلہ میں کافی لمبی چوڑی تاریخ ھے اور اس کے متعلق کئی رپورٹس ھیں۔ پائیگاھوں کے سلسلہ میں چار مرتبہ کمیشن بٹھایا گیا جنھوں نے رپورٹ پیش کی۔ پائیگاہ کے معنے یہ بتلائے گئے ھیں کہ فوج مینٹین (Maintain) کرنا۔ فوج کی ضروریات کے سلسلہ میں حمل و نقل کا انتظام اور اوس کی سربراھی کرنا وغیرہ تھا۔ اس کے تحت وقتاً فوقتاً ایک زمانہ تک ایسے جاگیرات عطا ھوئے اور اوس سے متعلق چند خدمات بھی رکھے گئے کہ وہ یہ یہ

کام انجام دیا کریں ۔ اگرٹن کمیٹی ۔ ریگے کمیٹی ۔ ریلے کمیشن میں اس چیز کی سفارش تھی کہ ان جاگیرات کے ساتھ ساتھ اون سے کام لیا جانا بھی ضروری ھے ۔ میں اس سلسلہ میں ایک مثال دینا چاھتا ھوں کہ لوگ کس طرح کا کام انجام دیا کرتے تھے ۔ پہلے زمانہ میں میر سلیمان علی خان دارالانشا کے ناظم تھے ۔ اوس زمانے میں ھوم ڈپارٹمنٹ یا محکمہ سیاسیات قائم ھونے سے پہلے جو کرسپانڈنس(Correspondence) ریسیڈنٹ یا گورنمنٹ آف انڈیا سے اسٹیٹ گورنمنٹ کے ھوا کرتے تھے اوس کی ٹپہ رسانی کا کام وہ انجام دیا کرتے تھے ۔ جس کے تحت ایک علحدہ محکمہ تھا اور وہ بحیثیت ناظم وھاں کام کرتے تھے ۔ (۵۰) سال ھوے اون کی خدمت ختم کردی گئی اون کا یہ کام تھا کہ جو کوئی نیا ریسیڈنٹ آتا تو اوس وقت کے نواب یا نظام جو کوئی بھی ھوتے اون کی جانب سے اسٹیشن جاکر اوس کو ریسیو (Receive) کرنا اور رسیڈنسی میں اتارنا ۔ اعلی حضرت نظام کو اطلاع دینا کہ سرکار فلاں صاحب تشریف لائے ھیں ۔

میں یہ بھی ایوان کے سامنے رکھنا چاھتا ھوں کہ جو لوگ جاگیرات رکھتے تھے انکے ذمے کچھ خدمات بھی تھے ۔ اور اسکے لئے انہیں کچھ اخراجات بھی کرنا پڑتا تھا ۔ اگر ان اخراجات کو جاگیرداروں کے معاوضہ میں سے منہا کیا جاتا تو ھم مان سکتے تھے۔ لیکن حکومت کو جب جاگیرداروں کی تائید میں کہنا ھوتا ھے تو پرانی چیزیں نکالی جاتی ھیں اور یہ کہا جاتا ھے کہ وہ ایسے تھے ۔ ویسے تھے ۔ اور پھر کہا جاتا ھے کہ کانسٹیٹیوشن کا سوال ھے ۔ ھم بغیر کمپنشین دئے کسی کی جائداد نہیں لے سکتے ۔ لیکن یہ نہیں دیکھا جاتا کے انکے تفویض کچھ خدمات بھی تھے جنہیں انجام دینا پڑتا تھا ۔ پری پولیس ایکشن ڈیز (Pre-Police Action days) میں جب حیدر آباد میں جاگیرداروں کے خلاف جدو جہد شروع کیگئی تو اسمیں اوس سائیڈ اور اس سائیڈ دونوں طرف کے آنریبل ممبرس تھے ۔ یہ تصفیہ کیا گیا تھا کہ کوئی جاگیردار پیسہ وصول نہ کرنے پائے۔ جس جاگیرداری نظام کے خلاف تقریباً ۵۰ سال سے جد و جہد چلتی آرھی ھے اسکی صراحت کرنے کیضرورت نہیں ھے ۔ لیکن پولیس ایکشن کے بعد بھی کیا ھوا ۔ پولیس ایکشن کرنے کے معنے ھی یہ تھا کہ جاگیرداروں کے خلاف لوگوں کے جذبات تھے انکو ختم کیا جاتا ۔ خود میرعثمان علی خان جسکے خلاف پولیس ایکشن کیا گیا اسکو اب بھی راج پرمکھ کی حیثیت سے لایا گیا ھے ۔ اسکے بعد کے دور ملٹری گورنمنٹ نے ابالشن آف جاگیرداری ایکٹ نکالا لیکن اسمیں یہ بتلایا گیا ھے کہ جو آمدنی ھوتی ھے اس سے دس سال کامرشکن نکالینگے۔ یہاں دس سال کہاں سے آگئے ۔ اسکا کہیں پتہ نہیں چلتا ۔ دس سال کی مدت کیوں مقرر ھوئی اسکی کوئی وجہ معلوم نہیں ۔ اسکے معنے یہ ھیں اگر کسی جاگیردار کی آمدنی تین ھزار تھی تو اب اسے تیس ھزار روپیے ملینگے ۔ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کرونگا کہ اوس زمانہ میں کیا آمدنی تھی اور اب جاگیری علاقوں کی آمدنی میں کیا فرق پڑگیا ھے ۔ کل ھی رنٹ کنٹرول بل کے سلسلہ میں یہ مان لیا گیا ھے کہ سنہ ۱۹۴۰ع کے مقابلہ میں قیمتوں میں کافی اضافہ ھوا ھے ۔ یعنی میں یہ ثابت کرنا چاھتا ھوں کہ اوس زمانہ میں

اگر جاگیرداروں کو جوکچھ بھی آمدنی ہوتی تھی آج کمیوٹیشن (Commutation) میں ایک نو یہ کیا جارہا ہے کہ ۱۰ سال کا سرسکن دیا جائے اور پھر آج کے حالات میں جو اضافہ ہوا ہے اوس سے جاگیرداروں کو اور بھی فائدہ ہورہا ہے - یہ کمیوٹیشن ۱۰ سال سے لیکر ۲۰ سال تک کی مدت میں ادا کیا جائیگا - میں نے اپنے رزولیوشن میں یہ صاف صاف رکھا ہے کہ اس کمیوٹیشن کو روک دیا جائے کیونکہ ۱۸ کروڑ روپیے میں سے اب تک جو چار کروڑ روپیے انہیں پہنچ چکے ہیں وہ کافی ہیں - اس سلسلہ میں پہلے یہ سوال آتا ہے کہ ان جاگیرات کی آمدنی کیا تھی - یہ دس سال کا اوسط کیوں نکالا جارہا ہے - ایسے بہت سے جاگیری علاقے ہیں جو غیر بندوبست شدہ ہیں یا بعض علاقوں میں جاگیرداروں نے اپنی طرف سے بندوبست کرایا ہے لیکن وہاں بندوبست منجانب سرکار نہیں ہوا - پائیگاہ - صرفخاص اور سرکشن پرشاد بہادر کے جاگیرات خود ان جاگیرداروں نے بندوبست کرایا تھا - لیکن پھر بھی ان علاقوں میں خالصہ کے مقابلہ میں ۵۰ سے لیکر ۲۰۰ فیصد تک دھارہ جات زیادہ ہیں - اب یہ کوشش کیجارہی ہے کہ ان علاقوں میں زر مالگزاری کم کیا جائے چنانچہ اس ضمن میں حال ہی میں احکام بھی دےئے گئے ہیں - بہت سارے علاقوں میں مکرر بندوبست (سٹلمنٹ) کیا جارہا ہے - یہ چیز بھی ایوان کے سامنے کئی مرتبہ آچکی ہے اسلئے تفصیلات میں جانے کیضرورت نہیں ہے - لیکن ایوان کو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ بحالت موجودہ ریٹس میں $\frac{1}{3}$ کمی کیجاچکی ہے اور آئندہ کیلئے $\frac{1}{3}$ کم کرنے والے ہیں یعنی ۶ روپیے مالگزاری ہو تو دو روپیے سرکار کو لینا پڑیگا -

اسیطرح آبکاری کے سلسلہ میں اکسائز منسٹر صاحب یہ بتلارہے تھے کہ اس کی آمدنی گھٹ رہی ہے - اسکی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ اس وقت انفلیشن (Inflation) تھا - جنگ کا زمانہ تھا لوگوں کے ہاتھ میں پیسہ بہت رہتا تھا - مگر اب لوگوں کے پاس پیسہ نہیں ہے اسلئے آمدنی گھٹ رہی ہے - اسکے علاوہ اور جو درخت ہوا کرتے تھے آم - املی اور دیگر جھاڑ تو ان سے استفادہ کا موقع حکومت نے ۵۱ع کی گشتی کے ذریعہ پٹہداروں کو دیا ہے اسلئے انکی آمدنی بھی ختم ہوجاتی ہے - ان سب چیزوں کا نتیجہ یہ ہے کہ جس زمانے میں جاگیرات بحال تھے اوس زمانے اور موجودہ زمانہ کی آمدنی میں کافی تفاوت آتا ہے - اسمیں $\frac{1}{2}$ یا $\frac{1}{4}$ کمی ہوئی ہے - میں ایوان کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ میں خود ایک جاگیردار بھی ہوں اور ایک جاگیری علاقے کی رعایا بھی - مجھے یہ دونوں حیثیتیں حاصل ہیں - چیف منسٹر صاحب جس زمانے میں کہ ریونیو منسٹر تھے اوس زمانے میں میں نے اپنے جاگیر کا ریپریزنٹیشن کیا تھا اسمیں انہوں نے یہ تجویز فرمائی تھی کہ اطراف کے علاقوں میں جو دھارہ جات ہیں وہی یہاں بھی وصول کئے جائیں چنانچہ جو دھارہ جات مقرر ہوئے اسکے نتیجہ کے طور پر مجھے کمیوٹیشن زیادہ مل رہا ہے اور جہاں پہلے مالگزاری کے پانچ ہزار روپیے وصول ہوا کرتے تھے اب سرکار کو صرف ۱۱ سو روپیے مل رہے ہیں - اب شائد حال ہی میں تبدیلی ہونے کی وجہ سے وہ ۱۳ سو ہوئے ہیں لیکن جاگیردار کا معاوضہ تین ہزار سالانہ برابر ادا ہورہا ہے - اب میں یہ

پوچھنا چاھتا ھوں کہ پہلے مجھے بحیثیت جاگیردار جہاں پانچ سو ساڑھے پانچ سو روپے مالگزاری دینا پڑتا ھے اور پٹیل پٹواریوں کو رکھکر انکے اخراجات برداشت کرنا پڑتا تھا اب وھاں کمیوٹیشن ھونے کے بعد ایک بیسہ بھی نہیں دینا پڑرھا ھے اور نہ یہ رقم میرے کمیوٹیشن سے منہا ھورھی ھے - ان تیرہ سو روپیوں میں آبکاری کی رقم اور دیگر آمدنی ملائی جائے تو سترہ اٹھارہ سو یا دو ھزار تک پہنچتے ھیں لیکن جاگیردار کو برابر معاوضہ تین ھزار روپیہ مل رھا ھے تو اب ایک ھزار روپیہ جو زائد دیا جارھا ھے وہ کہاں سے آرھا ھے - کیا یہ سرکاری خزانہ سے ادا کیا جارھا ھے - اسپر وضاحت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں آنریبل ممبرس اچھی طرح جانتے ھیں کہ جاگیرداروں کو کہاں سے اور کسطریقہ سے معاوضہ دیا جارھا ھے - میں بندوبست کے تعلق سے صرف یہ بتلانا چاھتا ھوں کہ بعض صدر المہاموں کی ایسی تجاویز بھی ھیں کہ چونکہ یہ جاگیری علاقہ ھے اسلئے وھاں دیوانی کے اطراف و اکناف کے علاقوں سے بڑھکر مالگزاری ھونا چاھئے - اوس زمانہ میں حکومت کا یہ تصور تھا کہ جاگیرداروں کی مدد کرے آنریبل منسٹر اور اس ھاؤز کے تمام ممبرس جانتے ھیں کہ ایاکٹ میں دیوانی علاقوں میں ۱۰ آنے معافی دیجاتی تھی تو جاگیرات میں صرف تین آنے معافی دیجاتی تھی - لیکن اس معافی کا عمل بھی اکثر جگہوں پر نہیں ھوا - مگر کمیوٹیشن پر اسکا کوئی اثر نہیں پڑرھا ھے اسلئے اضافہ دھارہ جات کے لحاظ سے جو کمیوٹیشن مشخص کیا گیا ھے وہ غلط بنیاد پر لگایا گیا ھے - اس وجہ سے جو معاوضہ جاگیرداروں کو تین چار کڑوڑ روپیہ کا اب تک پہنچ گیا ھے وہ کافی سے زیادہ ھے - اگر اس معاوضہ کو دینا بند کردیا جائے تو اسمیں اب نہ کوئی دستوری سوال پیدا ھوتا ھے اور نہ دستور اسکے آڑے آتا ھے - یہ سوال نہ آنا چاھئے کہ جاگیر ابالشن ایکٹ اور کمیوٹیشن دینے کیلئے جو قانون تھا وہ ملٹری گورنر نے سنٹر کے مشورہ سے بنایا - یہ نہ کہا جانا چاھئے کہ اسوقت ملٹری گورنر نے پیس اینڈ ٹرانکوالیٹی (Peace and tranquility) کو مینٹین (Maintain) کرنے کیلئے یہ تصفیہ کیا تھا - ھاوز اسکو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں اور ایسا سوچنا غلط ھے - ھوسکتا ھے کہ اس زمانہ میں جاگیرداروں کے مفاد کیلئے ایسا کیا گیا ھو لیکن اب ایسا نہیں کہا جاسکتا - میں ایک اور چیز ایوان کے سامنے دھارہ جات کے تعلق سے یہ بھی رکھنا چاھتا ھوں کہ دھارہ جات سے متعلق اسوقت کیسے غور کیا جاتا تھا - رپورٹ نظم و نسق پائیگاہ سرخورشید جاہ کے یہ جملے ایوان ملاحظہ کرے -

" میعاد بندوبست حالیہ سنہ ۱۳۲۴ف لغایتہ ۱۳۵۳ف (۳۰) سالہ قرار دیگئی - بندوبست کے مجوزہ دھارہ میں سنہ ۱۳۳۸ف سے ۱۵ سال تک کوئی تغیر و تبدل نہوگا لیکن آئندہ پندرہ سال مقررہ رقم پر فی روپیہ چار آنہ اضافہ لیا جائیگا - زمینات خشکی کو فی روپیہ ۴ آنے سے زائد اضافہ نہیں کیا گیا ھے - تختہ منسلکہ سے واضح ھوگا کہ اس رویژن سے مواضعات خالصہ کے بابتہ مبلغ (۴۵۴۲۴) اور مواضعات جاگیرات کے بابتہ (۳۵۱۹) روپیہ کا اضافہ ھوا ھے لیکن معافی پٹیات دیہات خالصہ کے بابتہ (۱۳۸۰۴) اور دیہات جاگیرات

کے بابته (۱۱۴۹۹) جمله (۲۴۳۰۳) کی کمی هے - گویا عین اضافه دیہات‌خالصه کے بابته (۲۷۶۵۰) اور دیہات جاگیر کے بابته (۶۰۲۰) جمله مبلغ (۳۳۶۷۰) هوا ،، -

گ.یا ۳۳ هزار کا اضافه بمقابله پہلے کے هے اور اسیطرح اضافه هر جاگیر میں هوا هے - کہیں بهی کوئی کمی نہیں کیگئی - لیکن آج ان جاگیری علاقوں کے دهاره جات میں یه کوشش کیجارهی هے که اطراف و اکناف کے علاقوں میں جو دهاره جات هیں ان کے مماثل کیا جائے - مگر پهر بهی حکومت نے ابتک جو قدم اٹهایا هے وه ناکافی هے -

اس طرح پہلے جو آمدنی تهی اوس کو چهوڑ کر سنه ۵۳-۵۴ع میں جو آمدنی هے اس کے لحاظ سے کمیوٹیشن کا تعین کیا جائے لیکن حکومت اس کے لئے تیار نہیں هے - اگر اس کے لئے تیار نہیں هے توکم ازکم اون سنین میں جو آمدنی تهی اس پر ۶۰ فیصد گهٹاکر ۴۰ فیصد دیا جاسکتا هے - اگر ایسا کیا جائے تو جاگیر دارکو همیں کچھ دینا نہیں پڑیگا بلکه میں سمجهتا هوں که الٹے جاگیر دارکو کچھ رقم سرکار میں داخل کرنا پڑیگا - میں نے یه تجویز بهی پیش کی هے که چهوٹے جاگیردار - بیوائیں وغیره هیں ان کے لئے ایک دو سال تک مینٹیننس کے طور پر کچھ رقم رعایتی طور پر دئے جانے کا انتظام کیا جاسکتا هے - یه سوال کیا جاسکتا هے که اسی طرح جاگیرداروں کو جو معاوضه دیا جارها هے اگر وه بند کر دیا جائے تو ان امپلائیمنٹ (Unemployment) بڑه جائے گا - چار هزار جاگیر دار بیروزگار هو جائیں گے - ان کو کوئی نوکری بهی نہیں دیجاسکتی کیونکه یه صرف کبوتر اڑانا یا فاخته اڑانا هی جانتے هیں اس کے سوا کوئی کام جانتے نہیں - ایسی صورت میں ان لوگوں کو کیا کام دیا جاسکتا هے - اگر ان کو امپلائیمنٹ میں لینا هے تو کبوتر - تیتر - یا فاخته کا انتظام کرنا هوگا - میں کہونگا که چهوٹے جاگیرداروں کی حدتک ایک دو سال کیلئے کموٹیشن دیا جا سکتا هے لیکن ۱۸ کروڑ روپیه دینا مناسب نہیں هے - ابتک تین چار کروڑ روپیه دیا جاچکا هے - اب ۱۰-۱۲ کروڑ جو باقی رهگئے هیں اس کو بچا کر ملک کی ترقی کیلئے اور نیشن بلڈنگ کیلئے خرچ کیا جاسکتا هے - اس طرح ان امپلائیمنٹ کو بهی دور کیا جاسکتا هے - کل هی ایوان میں منصبداروں کے تعلق سے ایک بل پیش کیا گیا هے اور اس میں بهی یه بتایا گیا هے که انہیں معاوضه دیا جائیگا - اسیطرح پٹیل پٹواریوں کے سلسله میں بهی معاوضه کا تعین کرنے والے هیں - موجوده حکومت معاوضه کے سوا کسی اور طریقه سے سوچنے کیلئے آماده هی نہیں هے - معاوضه بهی جو مقرر کیا جاتا هے وه اندها دهند مقرر کیا جاتا هے - ۱۸ کروڑ جاگیرداروں کا معاوضه ۴-۵ یا ۷ کروڑ پٹیل پٹواریوں کا معاوضه - ایک دو کروڑ منصبداروں کا معاوضه اگر اس طرح کے معاوضے دئے جاتے رهیں تو منصوبه بندی کیلئے (جس پر کانگریسی گورنمنٹ کو بڑا ناز هے) آپ کیا خرچ کرینگے اور اس کو کسطرح چلائینگے - آج بجٹ دیوالیه کی حدتک پہنچ چکا هے - اگر ایسا هو تو ۸۴ کروڑ روپیه نیشنل ڈیولپمنٹ (National development) کے لئے کہاں سے لائینگے - میری سمجھ میں نہیں آتا - اگر کانگریس گورنمنٹ کا یه طریقه

رها تو نکسٹ الکشن میں کیا ہونے والا ہے آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں - اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ دوسری جگہ کیا ہو رہا ہے - میں ادباً اپیل کرونگا کہ اس بارے میں ٹھیک طور پر سوچا جائے - جو کمپوٹیشن اب تک دیا گیا ہے وہ بہت کافی ہے میں بھی ایک جاگیر دار ہوں - یہ میں فخریہ نہیں کہہ رہا ہوں - ادھر کے بہت سے آنریبل ممبرس بھی جاگیر دار ہیں - وہ بھی جانتے ہیں کہ " تا قیام شمس و قمر " کے کیا معنی ہیں - جاگیر داروں کی تاریخ جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کا رول (Rule) سابق میں کیا رہا ہے اب کیا ہے - اور آئندہ کیا رہیگا - اسلئے میں کہونگا کہ اس کمپنسیشن کو ختم کر کے جو دس بارہ کروڑ کی بچت ہوسکتی ہے اوس سے ملک کی ترقی کے ذرائع اختیار کئے جاسکتے ہیں - مجھے امید ہے کہ ایوان اس رزولیوشن کو پاس کریگا -

شری اے ایل - این - ریڈی (وردھنا پیٹھ) مسٹر اسپیکر سر - آج ایوان کے سامنے جو رزو لیوشن آیا ہے وہ کافی سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کے قابل ہے - کیونکہ ہماری قومی دولت سے جو ۱۸ کروڑ روپیہ جاگیرداروں اور راجاؤں کو دیا جارہا ہے وہ کس حدتک حق بجانب ہے غور کرنے کے لائق ہے - کاشتکار جو محاصل اپنا خون ٹپکا کر ادا کرتے ہیں اس میں سے جاگیرداروں کو ۱۸ کروڑ دینا کس حدتک درست ہے - جاگیرات - سمستان یا مواضعات بالمقطعہ کسی نہ کسی شرط کے تابع عطا کئے گئے ہیں انکی خدمات متروک ہونے کے باوجود انہیں معاوضہ ملتا رہا ہے لیکن کیا اس زمانے میں بھی جبکہ وہ خدمات انجام نہیں دے رہے ہیں معاوضہ پانے کے مستحق ہیں یا نہیں اس پر ہمیں غور کرنا چاہیئے - ایسے لوگوں کا معاوضہ بند کردیں تو کیا کانسٹی ٹیوشن کے خلاف ہوگا - اب انہیں کسی قسم کی خدمت انجام دینے کی ضرورت نہیں ہے اسی صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ معاوضہ بھی پانے کے مستحق نہیں ہیں - ایسی صورت میں کانسٹی ٹیوشن کا حوالہ دینا میں سمجھتا ہوں کہ غیر صحیح ہے - اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم مان بھی لیں کہ معاوضہ دینا ضروری ہے تب بھی میں کہوں گا کہ جس قدر معاوضہ انہیں دیا جارہا ہے اوسی قدر معاوضہ دینا ضروری ہے - کیا یہ واجبی معاوضہ ہے جاگیر ابالیشن ایکٹ کے تحت جو معاوضہ مقرر کیا گیا ہے کیا وہ حقیقی آمدنی پر مبنی ہے - میں کہوں گا کہ اب آمدنی کم ہو گئی ہے جیسا کہ ابھی ایک آنریبل ممبر موور آف دی رزولیوشن نے کہا - پانچ ہزار روپیہ آمدنی کے لحاظ سے جس جاگیر کا معاوضہ معین کیا گیا تھا آج اس کی آمدنی تیرہ سو روپیہ ہے - اس طرح گویا ۲۷ سو رپیہ زائد آمدنی جاگیردار وصول کر رہے ہیں - اس لحاظ سے انکو کمیشن دیا جارہا ہے - خالصہ کے مقابلہ میں تین چار گونہ زیادہ مالگزاری جاگیرات میں لیجاتی تھی اوس کے لحاظ سے معاوضہ کا تشخص کیا گیا ہے - خالصہ میں زیر باؤلی کے تحت ۱ - ۸ پائی معافی دیجاتی تھی لیکن جاگیرات میں ۳ آنہ معافی دیجاتی تھی اور اکثر جاگیرات میں ۳ آنہ معافی بھی نہیں دی گئی ہے - پہلے جاگیر داروں کو درختان ثمر پر حق حاصل نہیں تھا یہ بھی معاف کیا گیا ہے ہر گاؤں میں اراضی کا دس

فیصد حصہ بنچرائی کے لئے چھوڑنا لازمی ہے لکن جاگیرات میں ایک ایکڑ بھی نہیں چھوڑا جاتا تھا اس لحاظ سے بھی ۱۰ فیصد کی کمی کرنا ضروری ہے ۔ اس ۱۰ فیصد زمین کی آمدنی سے مستفید ہونے کا جاگیردار کو کوئی حق نہیں ہے ۔

جہاں بندوبست ہوا ہے ریوینیو بورڈ کا آرڈر موجود ہے کہ ادنی درجہ کی زمین ہو ۲ ۔ آنے دھارے کا تعین ہونا چاہیئے اور درجہ دوم کی زمین ہونو ایکڑروپئے یا چودہ آنے کا تعین کرنا چاہیئے یہ سرکاری احکام موجود ہیں ۔ جس زمانے میں سرکاری بندوبست ہوا اوس وقت جاگیر دار نے بھی بندوبست کروایا ۔ میں خود جاگیری مواضع کا باشندہ ہوں مجھے تجربہ ہے ۔ سنوائی کے کاغذات کا اژاوہ بندوبست کے کاغذات میں لیا جاتا ہے ۔ محکمہ بندوبست کے ذریعہ شنوائی کرائی جاتی ہے ۔ جاگیرداروں کے ساتھ یہ رعایت تھی کہ وہ اپنے دھاروں کا تعین کریں اور اس کا داخلہ بندوبست کے تختوں میں دیں ۔ میں بندوبست کے محکمہ میں گیا اور تختہ جات نکلوا کر دیکھنا چاہا لیکن وہاں کاغذات موجود نہیں ہیں ۔ کہا گیا کہ جاگیردار صاحب کے حوالے کردئے گئے یہ مجھے جواب ملا جاگیرات میں رویزن ہو تو جاگیردار بندوبست کے عملے کو مقرر کر کے بندوبست کراتے ہیں اور فی روپیہ چار آنے دھارہ بڑھاتے ہیں ۔ خالصہ کے ذریعہ دھارے کا تعین کیا جائے تو کم ہوگا اس لئے وہ اپنے آدمیوں کے ذریعہ دھارے کا تعین کراتے ہیں ۔ بندوبست ثانی بھی وہ سرکار کے ذریعہ نہیں کرتے بلکہ اپنے ذریعہ کرتے ہیں ۔ چونکہ جاگیرات کے دھارے زیادہ ہیں اس لئے تری اراضیات کی حد تک فی روپیہ دو آنے کی کمی کرنا چاہیئے ۔

جاگیرابالیشن ایکٹ کے نافذ کرنے کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ جاگیرداروں کو کثیر معاوضہ دینے کی ضرورت ہے لیکن حکومت اس کو مسدود کرنا نہیں چاہتی ۔ پہلے جاگیرات جو دو آنے معاش دیتے تھے وہ بھی ان کو بچ گیا ہے اور اب پورا پورا وصول کیا جارہا ہے ۔ ہم حکومت کے سامنے برابر یہ چیزیں پیش کرتے رہے ہیں اور عہدہ داران جمعبندی کو بھی توجہ دلاتے رہے ہیں لیکن کوئی توجہ نہیں کی جاتی ۔ میں منسٹر صاحب سے اس سلسلہ میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو دھارے جاگیرداروں نے بڑھا چڑھا کر رکھے تھے اور خالصہ سے زیادہ لے رہے تھے اوس کے لحاظ سے معاوضہ دیا جارہا ہے جو بہت زیادہ ہے کیوں نہ اس رقم میں کمی کی جائے جو بطور کمپنسیشن کے وہ لے رہے ہیں ۔ ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ آیا یہ کمپنسیشن حق بجانب ہے اس چیز کو ہاوز کے سامنے لانا چاہیئے اور قانون میں ترمیم پیش کرنے کی ضرورت ہوتو ترمیم پیش کرنا چاہیئے تاکہ مختلف آنریبل ممبرس کو اپنے خیالات اور تجربات کے پیش کرنے کا موقع ملے ۔ اور صحیح حالات ہاوز کے سامنے آسکیں ۔ جب ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ جاگیرداروں کو معاوضہ کیوں دیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ ہم جاگیرداروں کو بیروز گار کرنا نہیں چاہتے ۔ ہماری پالیسی یہ نہیں ہے کہ ہم ان سے یہ کہیں کہ تم بازار میں جاکر بھیک مانگو ۔ ٹھیک ہے صاحب ۔ لیکن جاگیرداروں

کے متعلق آپ کی کیا پالیسی ہے ۔ جاگیردار اپنی جاگیر میں من مانے پٹہ کر لئے ہیں رعایا کے نام اب تک اون زمینات کا پٹہ نہیں ہوا آپ نے جو قانون بنایا ہے اوسی کی بنا پر جاگیر دار اپنے رشتہ داروں کے نام سے آراضیات کا پٹہ کررہے ہیں ۔ مجھے جاگیری مواضعات کے کافی معلومات ہیں ۔ وہاں آج تک بھی جاگیرداروں کے نام سے ہی پٹہ ہے ۔ وہ لوگ اوس آراضی کو فی یکر ہزار ہزار روپیہ تک بھی فروخت کررہے ہیں ۔ کوئی پرسان حال نہیں ہے ۔ ہزاروں ، یکر آراضی اس طرح کی ہے ۔ ایک سمستان نے محکمہ عطیات میں رجوع ہوکر ۲۰ تا ۲۵ ہزار ایکر آراضیات سیری کا پٹہ بحال کروالیا ۔ مثال کے طور پر میں کہوں گا کہ سمستان ونپرتی جو بہت بڑا سمستان ہے اپنے نام سے ۲۰ ہزار ایکر اراضی سیری کا پٹہ محکمہ عطیات سے بحال کروالیا ۔ بر بنا بھگوٹہ جاگیرات کے کاغذات میں جو عمل ہوتا ہے اوس کی بناء پر (۲۰) ہزار زمین بحال ہوجاتی ہے ۔ وہ لوگ اس زمین کو کاشتکاروں کو خریدنے پر مجبور کررہے ہیں سیریات کے قانون کے تحت جو رعایا پشت ہا پشت سے کاشت کررہی تھی اوسی کا پٹہ منسوخ کردیا گیا ۔ اسی طرح آپ رعایا کے متعلق سوچتے ہیں ۔ جاگیر دار رجوع ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی حیلہ نکال کر بربناء بھگوٹہ منظوری دیدیتے ہیں ۔ کولھاپور میں ۲۰ تا ۲۵ ہزار ایکر اراضی سیری اسی قسم کی ہے ۔ مہارانی گدوال کے نام سے محکمہ عطیات میں ۱۳ ہزار ایکر اراضی سیری کی بحالی کی کاروائی جا رہی ہے ۔ پرسوں وہاں کی رعایا نے آکر بتلایا کہ تحصیلدار کی جانب سے نوٹس جاری ہوچکے ہیں کہ کاشتکار پچھلے چار سال کا منافع ادا کریں ورنہ زمینات سے بیدخل کیا جائیگا ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کیا جاگیری رعایا کے متعلق سوچنا چاہتی ہے یا نہیں ۔ یا صرف جاگیر داروں کا ہی پیٹ بھرتی رہیگی ۔ ایک طرف تو اون کو من مانے کمیوٹیشن کے رقومات دئے جارہے ہیں اور دوسری طرف ہزاروں ایکر اراضیات سیری اون کے نام سے بحال ہورہی ہیں ۔ اسی طرح رعایا کے حقوق پر پانی پھیرا جاتا رہا ہے ۔ رعایا نے متواتر کئی درخواستیں پیش کیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہورہی ہے ۔ بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہم انعامات کے متعلق قوانین کے پابند ہیں کچھ نہیں کرسکتے ۔ وہ غیر قانونی طور پر جو اراضیات فروخت کر رہے ہیں اور قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں لیکن اونکی جائداد ضبط نہیں کی جاتی ۔ ادھر رعایا کو مجبور کیا جاتا ہے کہ منافع ادا کرو ورنہ زمینات لے لی جائینگی ۔ یہ طریقہ حکومت کا ملاحظہ فرمائے ۔ یہ جاگیردار نواز پالیسی دکھائی جارہی ہے یا رعایا نواز پالیسی دکھائی جارہی ہے ۔

ان امور کے علاوہ میں اور چند امور ہاؤز کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔ ایک سوال پوچھا گیا تھا کہ جاگیرات میں دھارہ جات میں اضافہ کیا گیا اس کے متعلق حکومت کیا کررہی ہے اس کے متعلق ریوینیو منسٹر صاحب نے جواب دیا تھا کہ صرف چند مواضعات رہ گئے ہیں جو غیر بندوبست شدہ ہیں ۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں مختلف مقامات پر مثلاً میدک اور نرساپور وغیرہ میں جو پائیگاہ کے علاقہ ہیں وہاں آج بھی پرانے دھارے

وصول کئے جارہے ھیں۔ اس کے متعلق برابر ریپریزنٹیشن ھوتا رھا۔ سنہ ۱۳۵۹ ف میں ایک گشتی نکلتی ھے جاگیری مواضعات میں جو دھارہ جات اضافہ ھے اون میں ایک سال کے لئے ساڑھےبارہ فیصد کمی کی جائیگی۔

مسٹر چیرمن :۔آپ مزید کتنا وقت لینگے ۔

شری یل ۔ ین ۔ ریڈی ۔ میں اور پانچ منٹ لونگا ۔ اس طرح سے وھاں کی رعایا کو صرف ایک سال کے لئے ساڑھے بارہ فیصد کمی دھارہ کیا گیا ۔ مرھٹواڑہ سے بھی جب اجیٹیشن (Agitation)ھوا تو وھاں کے بھی چند علاقوں میں (۲۵) فیصد کمی کی گئی ۔ ایسے اکثر جاگیرات ابھی ھیں جہاں دھارے کم نہیں کئے گئے ۔ اگر آنریبل منسٹر میرے ساتھ چلیں تو میں اون کو بتاؤنگا کہ کئی مواضعات اب بھی ایسے ھیں جہاں سابقہ دھارے لئے جارہے ھیں ۔ جو اطراف و اکناف کے مواضعات کے دھاروں سے زیادہ ھیں۔ اس ھاؤز سے بھی کئی مرتبہ حکومت کو توجہ دلائی گئی ۔ بجٹ سشن میں بھی کافی توجہ دلائی گئی مگر اس پر عمل نہیں ھورھا ھے ۔ یہ بتایا گیا تھا کہ وھاں مثل خالصہ کے حقوق دئے گئے ھیں ۔ کلکٹرس کانفرنس میں بھی ھدایت دی گئی ھے کہ ھرسال کے خالصہ کے دھاروں کے مطابق عمل کیا جائے۔ پولیس ایکشن کے بعد سے یعنی سنہ ۴۸ع سے آج تک جاگیری رعایا جو تکلیفیں اٹھارھی ھیں اوسی پر آپ غور نہیں کررھے ھیں ۔ آپ تو یہی سوچتے ھیں کہ جاگیرداروں کا پیٹ کیسے بھرے۔ گدوال کے راجہ کے انعامات بحال کئے جاتے ھیں وہ اوسکو فروخت کرتے ھیں اس کے متعلق توجہ دلائی جاتی ھے تو کہتے ھیں اون کو حق قبضہ ھے اور حق تمتع ھے ۔ وہ حق قبضہ فروخت کرسکتے ھیں۔ یہ انٹرپریٹیشن(Interpretation)قانون کا کیا جاتا ھے ۔ جاگیری رعایا پر کافی سختی ھو رھی ھے ۔ لیکن حکومت اس پر غور نہیں کررھی ھے ۔ ان لوگوں پر سختی ضرور ھوتی ھے اس لئے حکومت کو چاھیئے کہ اس پر غورکرے۔ سرکار عالی میں جو دھارے وصول کئے جاتے ھیں وھاں بھی وصول کئے جائیں۔ یہ بھی ھورھا ھے کہ ناجائز بقایا برآمد کرکے جاگیری رعایا کی جائدادیں ضبط کی جارھی ھیں۔ اس ناجائز بقایاکی وصولی کے سلسلہ میں اون کے جانوروں کو قرق کیا جارھا ھے ۔ اور اون کو پریشان کیا جارھا ھے ۔ سلور جوبلی کا جو بقایا معاف ھوا تھا ۔ زیر باولی کے تحت دس آنے آٹھ پائی کا بقایا اور اضافہ دھارہ جو وصول کیا گیا اوس کا بقایا اس کو منہا کرنے کے بعد جو بچے وہ وصول کرنے کے متعلق سوچنا چاھیئے ۔ اس طرح اندھا دھند وصول کرنا ٹھیک نہیں ھے ۔ چونکہ رعایانے جاگیرداروں سے معاھدہ کیا تھا اور رعایا بے زبان ھے وہ بکرے ھیں یہ تصور کرکے اون پر ظلم کرکے دھارے وصول نہیں کرسکتے ۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو گویا ھماری جدو جہد جو کئی سال سے اس سلسلہ میں جاری تھی اوسکی توھین ھوگی ۔ میں حکومت سے پرزور اپیل کرتا ھوں کہ وہ اس سلسلہ میں سوچے اور رعایا جاگیری کے جملہ حقوق عطا کرے ۔ اورگزشتہ چند سال سے اون کے ساتھ جو

جو نا انصافی کی گئی اوسکی بھر پائی کرے - اگر کسی جاگیردار نے ناانصافی سے زیادہ رقم وصول کرلی ہوتو کمیوٹیشن سم (Commutationsum) سے واپس دلائی جائے - ایک طرف تو رعایا کے حقوق نہیں دئے جارہے ہیں اور دوسری طرف جاگیرداروں کو جو کمیٹیشن سم دیا جارہا ہے وہ بہت زیادہ ہے - کمیوٹیشن سم کے سلسلہ میں جو قانون بنایا گیا ہے اوس پر از سرنو نظر ثانی کی ضرورت ہے - اوسکی دوبارہ جانچ کرکے ہاؤز کے سامنے لایا جائے - اس واسطے میں ہاؤز سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس ریزولیوشن کو منظور کرلینگے -

Shri L.K. Shroff (Raichur): Mr. Speaker, Sir, A Resolution has been moved in this House to-day on the issue of compensation that is being paid to the jagirdars of this State. As has already been stated, the total amount of compensation that is to be paid according to the Commutation of Jagir Regulation, is about Rs. 18 crores. There are about 1, 464 jagirdars who are to be paid these 18 crores of rupees by way of compensation. Of these, there are 785 jagirdars who get only Rs. 1.65 crores; 358 jagirdars who get Rs. 2.37 crores and 264 jagirdars who get Rs. 4.86 crores. The rest of them, about 60 in number, get about Rs. 8 crores. Therefore, of the 1.464 jagirdars, more than 1,300 jagirdars are paid about Rs. 8 crores, and the rest of them are paid about Rs. 9 crores.

It will be clear from the figures quoted above that a very few Jagirdars get the lion share of compensation. These jagirdars are paid compensation for the jagirs that have been merged into the State territory. As is very well-known to the hon. Members of this House, these jagirdars were not doing any yeomen service to the country. They were only acting as middlemen between the Government and the tax-payer. They used to collect land revenue. That duty has since been taken away from them, and therefore, we naturally expect that what was being received by them for the services that they were doing, must also be not given to them. But, there are other considerations which have made the Government in fixing the compensation.

Now, the question is whether the compensation fixed has been reasonable. In this connection, I should like to submit that the term "reasonable" is a very relative one. Its meaning is relative to the times, to the conditions, to the ideas, to the principles and to the policies that are generally accepted by Government and people of the times. As we all know the conception of the proprietary and other rights of a landlord or landholder over his land have undergone a change.

Only the other day, this August House passed a law in which it accepted that the rights of the landholder in the land are only 40%, and 60% of the rights go to the tenant. Having taken that into consideration, it was fixed that the reasonable price that the tenant should pay to the landholder, if he wanted to buy land from him, should be a certain number of times of the land assessment. Now, I should like to ask whether this would have been considered reasonable, say 10 years ago. Certainly not. People then would have got wild if anybody had told that the landlord does not have all the rights that he was supposed to have.

So, there is a change in the conception of the porprietory rights and the interests of the landlord in the land that he has, the landlord who had probably got the land by paying a heavy price for it. But today what about these Jagirdars ? Did they buy the Jagir before from anybody, did they earn it with the sweat of their brows ? Nothing like that. We need not go into the history of the manner in which the Jagirdars were able to acquire such large areas for the collection of assessment and other things ; it is, I feel, rather unnecessary for the consideration of the motion that is before us. But whatever that may be, it is clear that the commutation that was calculated was done taking into consideration certain facts as the Commutation of Jagir Regulation itself states. The land assessment, *i.e.*, the total revenue from lands of any particular Jagir according to the accounts maintained by the Jagirdar was lessened by 60% of the amount for meetig the administrative expenditure, and the rest of the amount was mulitplied by 30 times—and in certain cases 25 times, and so on—and thus we have got to-day to pay a huge amount of Rs. 18 crores. There is nothing in that Regulation to show whether the private property that has been made by these Jagirdars was taken into account in fixing the commutation amount. We all know that these Jagirdars have got probably double or even trible the amount of compensation that they are now getting in the shape of property—I mean both movable and immovable : it may be even more. Now, where from did they get this property ? Did they get this private property with the money that they earned ? Not at all. We know that these Jagirdars used to collect amounts from the people as land revenue and spent very ltitle—practically nothing—on administration, and a large part of it had been kept for their personal enjoyment. And thus they were able to build up immovable as well as movable property.

Hon. Members, who spoke before me, have given certain instances to show how these jagirdars had been doing certain very improper things. I too can give examples. In my own district of Raichur there was that famous Salar Jung Jagir. The name Salar Jung is, of course, familiar to all members ; he was famous in more ways than one ; he was famous also for his philanthrophy and for his love of art. But if one gets into the jagir area of that Jagirdar, he doe not find even a simple symptom of his love of art or his philanthorphy. There, the ryots were simply lynched to get the money that he wanted for his foreign tours, for satisfying his hunger of art and other things. If that man had bestowed even a very small fraction of the love he had for these things over the people from whom he had got all the money the story would have been different. Of course, we can multiply such examples, but I think, that is, not necessary.

Again, the argument has been put forward that if we do not give compensation, what are they to do ; how are they to earn their living ? Well, we have already made provision for their living. Hon. Members of this House may be knowing that many people belonging to the Jagirdar class have already been absorbed into the administration. People who did not have even a small part of the administrative abilities that were required for the offices that they held got into those offices simply because they belonged to that class. I have known at least of one such person who was working in the Allwyn Metal Works and who overnight became a Deputy Collector. He does not know anything of the administrative requirements of his Office, but he is there because he belongs to the class of jagirdars, which class is being shown some consideration for the jagirs that have been santched away, as if some great injustice has been done. Having rehabilitated them in that way, where is the necessity of providing such huge compensation ?

Another argument that is put forward is that the Constitution comes in our way. Well, it is a Constitution, which we have given unto ourselves and we should not violate that sacred Constitution. But, while making provision for the compensation, we have got to take into account all the factors, the private property that has already been amassed by these Jagirdars and other matters, the spirit of the times, our own necessities, the huge responsibilities that the Government has undertaken or taken upon its own shoulders by abolishing

the jagirs, etc. All these have to be taken into account, and if it is not possible to completely stop the payment of compensation amounts, at least they have to be scaled down considerably—very considerably. I should say—in order that the requirements of the Constitution might be met and at the same time justice might be done to the people who were groaning under the yoke of these jagirdars for hundreds of years.

* شری جی ۔ سری راملو ۔ (منتھنی) ۔ آج جو رزولیوشن ھاؤز کے سامنے لایا گیا ھے وہ بہت اھمیت رکھتا ھے ۔ آج ایوان کا ھر ممبر اس پر اسی ڈھنگ سے سوچ رھا ھے جیسا کہ ابھی اوس جانب کے ممبر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔ جب سے نظام کا راج یہاں قائم ھوا اوس وقت سے بیٹھے بٹھائے یہاں کے عوام ان جاگیر داروں کو پالتے ھوئے آرھے ھیں اور آج بھی اس ڈیمو کراٹک سٹ اپ (Democratic set up) میں ھماری حکومت بہت ھی فخر کے ساتھ انکی چرچا کرتی ھے اور ان جاگیرداروں میں جن میں ایک بڑا جاگیردار نظام بھی ھوسکتا ھے انہیں کہلاتی ھوئی آرھی ھے جیسا کہ ابھی ایک آنریبل ممبر نے اوس سائیڈ سے کہا کہ ان لوگوں کے بارے میں بہت کچھ سوچا گیا ۔ ان لوگوں کو اڈمنسٹریٹیو سرویسس میں بھی نمائندگی دیگئی اور کانسٹیٹیوشن کے دفعات کی آڑ لیکر طوطے کی رٹ کی طرح رولنگ پارٹی کے ممبرس یہ کہتے ھیں کہ وہ کمپنسیشن کو نکال دینے کے موقف میں نہیں ھیں ۔ میں ایوان کے سامنے یہ کہنا چاھتا ھوں کہ رولنگ پارٹی چاھے تو ان کے مشیر قانونی سے مشورہ کر کے معاوضہ کو ختم کرسکتی تھی لیکن لیگل اڈوائزر آف دی اسٹیٹ (Legal adviser of the state) خود ایسے ھیں جو کوئی مستحکم رائے نہیں دے سکتے ۔ کیونکہ دوسرے بلس اور ان پر امنڈمنٹس کے سلسلہ میں ھم نے دیکھا ھے کہ وہ جو رائے دیتے ھیں وہ ھائیکورٹ میں جانے کے بعد ٹوٹ جاتی ھے اور جو بل ان کے مشورہ سے بنایا گیا تھا وہ کالعدم ھو جاتا ھے ۔ وہ رائے دینے میں کوتاھی کرتے ھیں لیکن ان کے کمزور لیگل اڈوائزر ھونے کے باوجود بھی اگر انکی رائے لی جاتی یا یونین منسٹرس کی رائے لی جاتی تو ھمارے منسٹرس کو اچھی رائے ملسکتی تھی اور اس کمپنسیشن کو ختم کیا جاسکتا تھا ۔ اگر اس کو ختم نہیں تو کم ازکم کم کرسکتے تھے ۔ مگر اس کے بارے میں آج حکومت سوچنا تو کجا بار بار اس ھاؤز میں یہ کہتی ھے کہ کانسٹیٹیوشن آڑے ھے اس لئے ھم کچھ نہیں کرسکتے ۔ لیکن ھمارے سامنے جو ناقابلیت کا اظہار کیا جاتا ھے وہ بالکل نے معنے ھے ھم دیکھتے ھیں بہت سے ایسے بلس جن کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ وہ دستور کے تحت نہیں آسکتے انہیں لایا گیا ھے ۔ بہت سے کیاش گرانٹس کے بارے میں بل لائے جاچکے ھیں ۔ مگر ایسے بل لانے کے لئے ھمارے ٹریژری بنچس نہ معلوم کیا سوچتی ھیں اور انہیں رائے دینے والے اڈوائزرس کے دماغوں میں کانسٹیٹیوشن کا ایسا بھوت

سوار ھےکہ وہ کیاش گرانٹس ابالشن بل بر سوچتے سوچتے تین سال گزار دئے ۔ اور اب بھی معاوضہ دینے کے لئے قانون بنایا گیا ھے ۔ ایشور انہیں طاقت دے کہ وہ جاگیرداروں کی دولت کا اندازہ کریں اور نظام کی اندھیری کوٹھری کی جھلک انہیں نظر آئے تا کہ وہ کیاش ابالشن بل کو بلا معاوضہ ختم کرنے کے لئے غور کرسکیں ۔ مگر ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی کہنا ھےکہ اگر حکومت چاھے توکیا نہیں ھوسکتا جب وہ ڈپٹی منسٹرس کے لون (Loan) کے لئے گنجائش نکال سکتے ھیں توکیا معاوضہ کو ختم نہیں توکم ازکم کم بھی نہیں کرسکتے کانسٹیٹیوشن میں اس کے لئے بڑے بڑے دروازے نہیں توکم ازکم چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں ھیں ۔ مگر اس کو معلوم کرنے کیلئے دل کی ضرورت ھے ۔ میں سمجھتا ھوں کے کانسٹیٹیوشن کے دروازہ کے بولٹ کو بڑی آسانی سے کھولا جاسکتا ھے اور ایک جادوگر کی طرح سے ابالشن آف کمپنسیشن کا راستہ نکالا جاسکتا ھے اور میں صاف طور ہر حکومت سے یہ کہتا رہا ھوں ۔

Where there is a will there is a way

مگر حکومت کھڑکیاں اور دروازے دونوں بند کر کے یہ جپتی رھتی ھےکہ ھم کمپنسیشن نہیں دیسکتے ۔ نہیں دیسکتے ۔ ایسا اگر سوچتے رھیں تو پھر ھرگز نہیں دیسکتے ۔ کیاش گرانٹس بل کے بارے میں بھی آپ یہی بولتے آئے ھیں کہ ....

Mr. Chairman: The hon. Member should only mention matters relevant to the subject.

Shri G. Sreeramulu: I am putting the relevant facts. I also want to tell the House how time is running like anything. The time left for the ruling party to do something is only 2½ years and I am trying to show how speedily the present Government should move in the matter. The time factor is an important one. If the hon. Chairman does not want me to say about this time factor, I shall stop it.

Mr. Chairman: No such remarks, please continue.

شری جی ۔ سری راملو ۔ اسوجہ سے میں اسپر زور دے رہا تھا ۔ اسبارے میں جلد قدم اٹھایا جائے تو مناسب ھوگا ۔ کانسٹیٹیوشن کی قید کے باوجود اسبارے میں حد درجہ کمی کی جاسکتی ھے ۔

جاگیرداروں کے مماثل بالمقطعہ دار بھی ھیں جو ریوینیو میں سے نصف وصول کرتے ھیں اورکھاتے آرھے ھیں ۔ کیا وھاں بھی مالگزاری وصول کرنے کیلئے پٹیل پٹواریوں کو مقرر نہیں کیا جاسکتا ۔ پٹیل پٹواریوں کا انتظام نہ کر کے بالمقطعہ داروں کو باقی رکھنے سے نصف ریوینیو انکو ملتا ھے اسکے علاوہ وہ اور بھی زائد رقم وصول کرتے ھیں ۔ یہ نا انصافی کی بات ھے ۔ قانون میں یہ احکام ھیں کہ عین ریوینیو (محاصل) لیا جاہئے

لیکن وہ زیادہ وصول کرتے ہیں ۔ نصف ریونیو بھی لیتے ہیں اور اس سے زیادہ بھی وصول کرتے ہیں حکومت کو چاہئے کہ اسپر توجہ کرے ۔ لہذا میں رُوننگ بدری سے ادبا استدعا کرونگا کہ جلد اس جانب سوچا جائے ۔ وقت کم ہے اسئے ایسے کام کر کے دکھانے چاہئیں جنکی عوام کو ضرورت ہے ۔ آئندہ سشن میں ایسا بل لایا جائے جس سے کمپنسیشن ختم ہو یا کم ازکم کمی کیجائے ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

श्री. देवीसिंग चौहान (औसा) :—स्पीकर सर, मुझे जागीरी के कम्यूटेशन के बारे में कुछ फॅक्टस हाअुस के सामने रखना हैं। मैं जहां तक मुमकिन है अुन्हे मुख्तसिर तौरपर बयान करने की कोशिश करूंगा क्योंकि वक्त महदूद है। लेकिन मैं चेअरमनसे अुम्मीद करता हूं कि कुछ ज्यादा वक्त मुझे दिया जाय। जागीरी के फॅक्टस् के बारे में अेक ऑनरेबल मेंबर ने हाअुस के सामने कुछ वाकयात रखे हैं, लेकिन वे कुछ अधूरे हैं, अिसलिये मैं ज्यादा तफसील के साथ अुनको हाअुस के सामने रखता हूं। जागीरी का कम्यूटेशन करते वक्त सात कैटेगरीज जागीरदारों की बनाअी गयी, और अुनमें जुमला जागीरात तादाद २४६४ है। अुनको १७ करोड ७१ लाख मुआवेजा दिया जायेगा। अुसमे जिनका बेसिक अिनकम दो हजार से कम है अैसे ७८५ जागीरदार हैं, और अुनको १ करोड ६५ लाख रुपये मुआवेजा दिया जायगा। दूसरी कैटेगरी में जिनका अिनकम २ हजार से ५ हजार तक है अैसे जागीरदारों की तादाद ३५८ है, और अुनको दो करोड सैंतीस लाख रुपये मुआवजे के तौर पर दिये जायेंगे। तीसरी कैटेगरी में जिनका अिनकम पांच हजार से पचीस हजार तक है अैसे जागीरदारों की तादाद २६४ है, और अुनको चार करोड ८६ लाख मुआवेजा दिया जायगा। अिसके बाद के चार कैटेगरीज में जितने जागीरदार हैं अुनकी तादाद बहुत कम है। पचीस हजार से पचास हजार तक जिनका अिनकम है अैसे २८ जागीरदार हैं, और अुनको १ करोड ८६ हजार का मुआवेजा दिया जायेगा। पांचवी कैटेगरी ५० हजार से १ लाख अिनकमवाले जागीरदारों की है लेकिन अुनकी तादाद सिर्फ १ है और अुनको ६८ लाख रुपये मुआवेजा दिया जायगा। छटी कैटेगरी में १ लाख से २ लाख तक अिनकमवाले जागीरदार हैं, अुनकी तादाद ८ है, और अुनको ५५ लाख मुआवेजा दिया जायेगा। आखरी कैटेगरी दो लाख से ज्यादा अिनकमवाले जागीरदारों की है। अुनकी तादाद १२ है और अुनको ५ करोड ७४ लाख रुपये मुआवजा दिया जायेगा। अिन जागीरदारों को मैं दो अकसाम में विभाजित करता हूं। पहले तीन कैटेगरीज के जागीरदारों को अगर हम अेकट्ठा करें तो अुनकी तादाद १४०७ होती है, अुनको दिया जानेवाला कॉम्पेन्सेशन ८ करोड ८८ लाख का होता है। बकिया चार कैटेगरीज के जागीरदारों की तादाद ५७ होती है, और अुनको बतौर मुआवेजा ८ करोड ८३ लाख रुपये मिलते हैं। अिस तरह से कुछ १४६४ जागीरदारों में सिर्फ ५७ जागीरदार अैसे हैं जिनका मुआवेजा ८ करोड ५३ लाख है। और जुमला १७ करोड ७१ लाख रुपये दिये जायेंगे। देनेका तरीका भी मख्सूस किया गया है। जिनका मुआवेजा सिर्फ १० हजार रुपये होगा अुनको दस साल में अॅन्यूअल अिन्स्टालमेंट के बेसिस पर यह रकम दी जायगी। अैसे जागीरदार जिनका बेसिक अिनकम अेक लाख से कम है, अुनको मुआवेजा १५ साल में दिया जायगा, और जिनका बेसिक अिनकम अेक लाख रुपये से ज्यादा है अुनको बीस साल में बीस मसावी असकात में दिया जायेगा। हमारे खजाने पर जो बार आयद होता है अुसका पहले दस साल का हिसाब किया जाये तो १ करोड

लाख ५० हजार रुपये मर साल हैदरावाद अेक्सचेकर को देना पडता है। अिमके वाद, दस साल के बाद, पांच साल है। अिस दायरे मे ९० लाख से ९५ लाख का मुआवेजा हुकूमत को हर साल देना पडेगा, और आखरी पांच माल के जमाने मे सिर्फ ४० लाख रुपये सालाना का स्टेट अेक्सचेकर पर बोझ पडेगा। अिस तरह से जागीरदारों को काम्पेन्सेशन दिया जानेवाला है। यह जिम्मेदारी आयंदा बीस सालतक हुकूमत पर जरूर रहेगी, लेकिन पंधरा साल तक अुनका बोझ ज्यादा रहेगा, और आखरी पांच साल मे कुछ कम हो जायगा। कहा जाता है कि जागीरदारों का मुआवजा कम कर दिया जाय तो कुछ कान्स्टीयूशनल डिफिकल्टीज आ जाती है। अिसके बारे में मै वक्त नही लूगा। लेकिन हमारे कान्स्टीटयूशन के नाकिज होने के पहले निजाम की हुकुमत ने जो अेक कमीशन मुकर्रर किया था, जिसके चेअरमन श्री. बनर्जी थे, अुनकी जो रिपोर्ट है अुसमे से अेक छोटासा पॅरेग्राफ मैं पढकर बताता हूं, अिसकी वजह से जागीरदारों और दूसरे जमीनदार वगैरा के हुकूम के बारे में थोडीसी वजाहत होगी।

In this regard there is a great difference between the Zamindars of British India and Jagirdars of Hyderabad. The proprietory right resides in the Zamindar in British India. In Hyderabad the Jagirdar does not seem to have any right to the soil. He is entitled to the mere revenue accruing due from the land. This fact partly explains the inalienable nature of the jagir tenure...............The sovereign alone enjoys the Prerogative of escheat.

हमारे यहां अितनी जागीरात हैं, वे अेक खास नौअियत की हैं। वह कोअी प्रापर्टी नहीं है, और जागीरदारों को सिर्फ मालगुजारी वसूल करने का हक है। जमीनदारों को जमीन से पैदा होनेवाली चीजों से फ्रूट और साअिल्स वगैरा से फायदा अुठाने का अधिकार था। लेकिन हमारे यहां महज लॅंड रेवीन्यू वसूल करने की हद तक ही अुनको अेखितयार था। कोअी जागीरदार मर जाय तो अुसकी जागीर स्टेट को वापिस आ जाती है, अुसके वारिस को नहीं मिलती। हाल ही में गवर्नमेंट ऑफ अिंडियाने मध्यभारत और राजस्तान की जागीरात का हाल मालूम कराने के लिये, अुनके हालात पर रिपोर्ट करने के लिये, अेक कमीशन मुकर्रर किया था जिसमें स्टेट मिनिस्ट्री के के आय. सी. अेस. सेक्रेटरी भी शरीक थे। और अुन्होंने जागीरात के बारे में रिपोर्ट बाकी है। अुसमें अुन्होंने कहा है कि अिन जागीरदारों को कोअी मुआवेजा देने का सवाल नहीं है। अुनको मुआवेजा देने की कॉन्स्टीटयूशन के नाम नाफीज होने के बाद भी कोअी जरूरत नहीं है। लेकिन जो रेजोल्यूशन आज हाअुस के सामने पेश है अुसमें यह मांग नहीं की गयी है कि अुनको मुतलक कॉम्पेन्सेशन नहीं दिया जाना चाहिये। मूव्हर ऑफ दि रेजोल्यूशन ने अिसको मान्य किया है कि मुआवेजा दिये जाने में अुनको कोअी अेतराज नहीं है, क्योंकि जितना दिया गया है अुतना वे मान्य करते हैं और अुसके बाद की अुनकी कुछ मागें है। यहां के जागीरदारों के राअिटस अैसे हैं कि महज लॅंड रेवीन्यू वसूल करने की हद तक अुनको अेखितयारात थे। अिसलिये अुनको कॉम्पेन्सेशन दिया गया है वह बहुत ज्यादा है, और अुनको अितना कॉम्पेन्सेशन पाने का कोअी हक नहीं था। कॉन्स्टीटयूशन के बारे में हमेशा यह अेतराज किया जाता है कि कॉन्स्टीटयूशन हमको कॉम्पेन्सेशन न देने के बारे में मदद नहीं करती। लेकिन १९५१ में जो कॉन्स्टीटयूशन में अमेंडमेंट की गयी है अुसमें यह बात साफ की

गयी है। सेक्शन ३१ (अे) में यह बात बिल्कुल साफ कर दी गअी है, कि कोअी कानून जिसमे मुआवेजा नहीं दिया गया है, या कोअी कानून अिसमे कोअी पब्लिक परपज (Public purpose) नहीं है फंडामेंटल राअिटस के चैप्टर में लिखी गअी किसी भी बात का लिहाज किये बगैर बराबर व्हैलिड (Valid) रहेगा और वहां भी असको रिट्रास्पेकिटव्ह अिफेक्ट (Retrospective effect) दिया गया है। १९५० जनवरी के जिस रोज से कान्स्टीटयूशन नाफीज हुआ है, अुस वक्त से जितने भी कानून नाफीज हुअे या आयंदा बनाये जायेंगे, वे सेक्शन ३१ (अे) के जरिये से महफूज किये गये हैं। यहां तो सवाल सिर्फ मुआवेजा कम करने का है। लेकिन अिस कॉन्स्टीटयूशन के अमेंडमेंट की रोशनी में भारत के दूसरे स्टेट जहां जागीरात हैं, वहां पर कितना कॉम्पेन्सेशन दिया गया है, अुसके बारे में मैं हाअुस के सामने थोडी देर बाद अर्ज करूंगा। लेकिन हमारे यहां जो कॉम्पेन्सेशन दिया गया है वह बहुत ज्यादा है। अिसके कअी वजूहात हाअुस के सामने आये हैं। लेकिन मैं यहां के कॉम्पेन्सेशन के रेटस का दूसरे स्टेटस के कॉम्पेन्सेशन के रेटस् के साथ मुकाबला करूंगा, और हम देखेंगे कि हमारे यहां के कॉम्पेन्सेशन या अुसका मल्टीपल रेट कितना ज्यादा है। हामरे यहां लैंड रेवीन्यू जागीरात के अिनकम का बहुत बडा जरिया था, और सरकारी रिपोर्ट वगैरा से अंदाजा किया गया है कि जागीरी हिस्सेकी जमीन ३० परसेंट थी। अुसकी मालगुजारी डेढ या दो करोड के लगभग थी। यह मालगुजारी बहुत ज्यादा है। लोगों में अिसके बारे में बडा असंतोष है, लोग चाहते हैं कि जागीरात के जमीनों में मालगुजारी कम हो, और अुसकी नोटीस गवर्नमेंट को लेनी पडी। जागीरात का अॅबालिशन करते ही गवर्नमेंट ने साढेबारा फीसद का जनरल रेमीशन कर दिया। लेकिन अिस बात को कॉम्पेन्सेशन तय करते वक्त मलहूज नहीं रखा गया। अुसके बाद जहां जहां मालगुजारी ज्यादा थी वहां पचास फीसद लैंड रेवीन्यू कम कर दिया गया। लेकिन अिस वाकये को भी कॉम्पेन्सेशन तय करते वक्त मलहूज नहीं रखा गया। अिसके साथ साथ अेक्साअिज, फॉरेस्ट वगैरा से जो अिनकम आती है वह भी अिसमें पूरी की पूरी शरीक की गयी है। अुसको कम नहीं किया गया है। जहां पर लैंड रेवीन्यू के सिवा दूसरे प्रकारके अिनकम भी जागीरों को मिलता था, वहां पर भी अिस अिनकम को ९५ फीसद कम किया गया है। मिसाल के तौर पर अुत्तर प्रदेश का यह सेक्शन मैं पढकर बताता हूं जिसमें बताया गया है कि जागीरदारों को जो फॉरेस्ट, माअिन्स और अेक्साअिज वगैरा का अिनकम मिलता था, वह पूरा का पूरा बेसिक अिनकम या ग्रॉस अिनकम में शरीक नहीं किया है, बल्कि अुसमें से ९५ फीसद कम करके सिर्फ ५ फीसद शरीक किया है। लेकिन हमारे यहां १०० फीसद शरीक किया गया है। ग्रास अिनकम से ६० फीसद मिनहा करने के बाद बेसिक अिनकम हमारे यहां दिया गया है। हमारे यहां जिसे ज्यादा काबिले अेतराज नहीं समझा जा सकता। हमारे यहां अुन तमाम चीजों को रिडयूस करके शरीक नहीं किया गया है। हमारे यहां ६० परसेंट अेकन्नस्त रेट से रिडयूस करके नेट अिनकम कम किया गया है। कहा जाता है कि हमारे पास ६० परसेंट कम किया गया है, और दूसरे स्टेट में जितना कम नहीं किया गया है। अिसलिये हमारे यहां जो कॉम्पेन्सेशन मुकर्रर कर दिया गया है वह फेअर है। यू. पी. के जमीनदारी अबालिशन अेक्ट के सेक्शन ४४ को देखने से मालूम होता है कि ग्रास या नेट अिनकम तय करते वक्त किन किन चीजों का लिहाज रखा गया। अेक यह है कि लैंड रेवीन्यू या सेस (Cess) जो जागीरदार हुकूमत को देते थे, वह ग्रास अिनकम से मिन्हा किया जायगा। जागीरदारों की लैंड तमाम लैंड [illegible] है, अुससे जो कुछ अिनकम वह [illegible]

हैं वह अेग्रीकल्चरल अिनकम है, और अुस पर अिनकम टैक्स लगता है। जागीरदार अिस अैग्रीकल्चरल अिनकम टैक्स, या अिनकम टैक्स, के तौर पर जो रकम हुकूमत को देते थे वह भी यू. पी. में मिन्हा कर के जागीरदारों के बेसिक या नेट अिनकम का तायुन किया गया है। लेकिन हमारे यहां अैसा नही किया गया। मैनेजमेंट और अेरीयर्स वगैरा के पंधरा ग्रॉस अिनकम से मिन्हा कर के नेट अिनकम का तायुन किया गया है। जागीरदारों के पास शेरी और खुदकाश्त की जितनी जमीन रहेगी अुसके बारे में जो मालगुजारी या लैंड रेवीन्यू होगा वह भी अुसमे से मिन्हा किया गया है। अुस अिनकम पर जितना अिनकम टैक्स वहां पर जागीरदारों को भरना पडता था वह भी अिस ग्रॉस अिनकम से मिन्हा किया गया है। अिस तरह से वहां पर जागीरदारों को बेसिक अिनकम काफी तौर पर रिडयूस हुआ है। हमारे यहां ६० फीसद का ब्लैंकेट रेट लगाकर कम किया है। लेकिन यह कहना कि हमारे यहां ६० फीसद कम किया गया है अिसलिये हमारा कॉम्पेन्सेशन बहुत ही कम है तो यह दलील बिल्कुल काबिले लिहाज नहीं है। दूसरी बात यह है कि बानर्जी कमीशन ने यह सिफारिश की है कि जिन जागीरात का अिनकम पचीस हजार से कम है अुनको हुकूमत रिज्यूम (Resume) कर ले, और जो बड अिनकमवाले जागीरात हैं अुनके लिये अुनके अेडमिनिस्ट्रेटिव्हचार्जेस के तौरा पर कितना अिनकम कम करना चाहिये अिसके बारे में भी अुन्होंने अपने तजावीज पेश किये हैं। पायगा या अेक्जम्प्टेड जागीरात के तौर पर जो बडे बडे जागीरात हमारे यहां हैं जिनका अिनकम काफी है अुनके लिये अुन्होंने ५८–१–२ अितना अेडमिनिस्ट्रेटिव्ह चार्जेज के तौरपर मिनहा करने के लिये कहा, और अिस तरह से जो बडे बडे जागीरात हैं अुनका बसिक अिनकम ४१।२।३ माना जाय अैसा कहा है। अैसी हालत में हमारे यहां जितना कम किया गया है अुतना दूसरे स्टेटों में नहीं किया गया है, और अिसलिये हमारे कॉम्पेन्सेशन फेअर है, यह कहना मुश्किल है। हमारे यहां पर जो रेट्स बतलाये गये है पहली कैटेगरी के लिये ३०, दूसरी कैटेगरी के लिये २५, और अिस तरह से आगे १७।२।१, और १०, अिस तरह के हैं। जिन जागीरदारों का अिकम दो लाख से ज्यादा है अुनको बेसिक अिनकम के दस गुना मुआवेजा मिलता है, और अुनका कुल मुआवेजा ६ करोड ७४ लाख होता है। लेकिन जहां पर पीपल्स रिप्रेजेंटेटिव्ह लेजिस्लेचर्स आये हैं वहां पर ये रेटस किस तरह से मुकर्रर किये गये है अुसको भी हमें देखना चाहिये। बिहार में जो जमीनदारी अबालिशन कानून बना वहां के रेट्स अिस तरह के हैं। वहां पर अुन्होंने लैंड रेवीन्यू, अेग्रीकल्चरल अिनकम-टैक्स, अिनकम टैक्स आदि मिनहा करने के बाद जागीरदारों का नेट अिनकम तायुन किया है और अुसके बाद मल्टीपल्स दिये हैं। जिनका पांच हजार से कम अिनकम है अुनको १८ गुना मिलेगा। हमारे पास वही पचीस गुना है, दो हजार तक के अिनकमवालों के लिये ३० गुना, और दो हजार से पांच हजार तक के लिये २० गुना है। बिहार में यही १८ गुना है। वहां पचास हजार के अुपर की कैटेगरी के लिये अेक ही फ्लेट रेट (Flat Rate) मुकरर किया गया है। जिनका ५० हजार से ज्यादा अिनकम है अुनको ५.६ है। हमारे पास यह रेट १७।१।२ गुना है। जिनका अिनकम दो लाख से ज्यादा है अुनके लिये १० गुना है। हम अिनसे तुलना कर सकते हैं। भोपाल में हाल ही में जागीरात का अबालिशन हुआ है। वहां नेट अिनकम का तायुन यहां से बहुत कम हुआ है। भोपाल में जो जागीरात का अबालिशन किया गया है वहां अुनका रेट १५ से लेकर १० तक है। वहां की असेंब्ली ने २२ अक्तूबर १९५३ को अेक कानून पास किया है। अिस वक्त वह राष्ट्राध्यक्ष के पास मंजूरी के लिये भेजा गया है। अभी वह मंजूर नहीं हुआ है। लेकिन जो कानून मंजूर किया

गया है अुसमें प्रोप्रायटरी जागीर्स अँड नानप्रोप्रायटरी जागीर्स (Proprietory Jagirs and non-proprietory Jagirs) अिस तरह के विभाग किये गये है। प्रोप्रायटरी जागीर्स यानी अैसे जागीरात है जिनमें जमीन से पैदावार करके अिस्तफादा हासिल करने की अिजाजत है नॉन प्रोप्रायटरी जागीर्स यानी अैसे जागीरात हैं जिनका सिर्फ मालगुजारी वसूल करने की हद तक ही संबंद संबंध आता है। वहां पर कोअी बसिक अिनकम तय नहीं किया गया है। जितना ग्रॉस अिनकम रहता है अुसके तिगने मालगुजारी का मुआविजा दिया गया है। अैसा भी नहीं कि वहां पर जागीरदारों की तादाद कम है। अिस कानून के अेम्स अँड ऑब्जेक्टस् में जो फॅक्टस लिखे गये है अुनसे मालूम होता है कि वहां पर तीन हजार अेन्टायर व्हिलेजेस (En ire vil g s) का रकबा है। हमारे यहां साढे छः हजार जागीरात हैं। अिस दृष्टि से बंबअी के केस को सामने रखते हुअे ग्रॉस अिनकम का तीन गुना मावेजा देते तो बहुत अच्छा होता हमारी कान्स्टिट्यूशन में भी वह अच्छी तरह से बैठ सकता था। हमारे यहां जो कॉम्पेन्सेशन दिया गया है, अुसमें हमारे लैंड रेवेन्यू का अिनकम जैसा मैने अभी अर्ज किया, देढ करोड या दो करोड था। अुसके तिगना कॉम्पेन्सेशन देते तो जुमला छः या सात करोड रुपये जागीरदारों को कॉम्पेन्सेशन के तौर पर मिलते। यू. पी. के कनून में अुन्होंने जागीरदारों और जमीनदारों को सिर्फ अुनके नेट अिनकम के दस गुना कॉम्पेन्सेशन दिया है। लेकिन जो जमीनदार बिलकुल गरीब हैं, और जिनके पास बहुत थोडी जमीन है, अुन्हे कॉम्पेन्सेशन दिया जाता है तो वह बहुत ही कम होता है। अैसे जमीनदारों को अुन्होंने रीहॅबिलिटेशन ग्रॅन्ट (Rehabilitation grant) दिया है। अिससे छोटे छोटे जमीनदारों को फायदा हुवा लेकिन बडे जमीनदारों को कुछ नहीं मिला।

आज हम जो कॉपेन्सेशन दे रहे हैं वह बहुत ज्यादा है। जो बडे ५७ जागीरदार हैं अुनको ही ज्यादा से ज्यादा कॉपेन्सेशन दिया जा रहा है। अुसमें से २८ जागीरदार है अुन्हें सालाना हरअेक को ३३ हजार रुपये देते ह। और ९ जागिरदार अैसे हैं कि जिनमेंसे हरअेक को सालाना ३८ हजार रुपये कॉम्पेन्सेशन मिलता है। यह २० सालों पर तकसीम किया गया है। और १२ जागिरदारों को सालाना २ लाख ४० हजार रुपये कॉम्पेन्सेशन २० साल तक मिलेगा। अंग्रेजोंके जमानेमें दिल्लीमें व्हॉअिसरॉय थे। अुनको सालाना ढाअी लाख रुपये मिलता था। अिन १२ जागीरदारों को व्हॉअिसरॉयके बराबर मुआवेजा मिल रहा है और वह २० सालतक मिलता रहेगा। हमारे भारत के प्रेसिडेंड हैं अुनकी तनख्वाह १० हजार रुपये है। यानी अुन्हें सालभर में १ लाख २० हजार रुपये मिलते हैं। और हम जागीरदारों को १ लाख ४० हजार रुपये २० सालतक देरहे हैं। हैदराबाद का हमारा सालाना बजेट कोअी २८ करोड का है। अुसमें से १ करोड साडे चौदा लाख रुपये हम जागीरदारों को दे रहे हैं। मनबस के तौर पर ३६-३६ लाख रुपये दे रहे हैं, और हिज अेक्झाल्टेड हायनेस निजाम को ५० लाख रुपये सालाना दे रहे हैं, जिसमें अब कुछ कमी की गयी है। अिस तरह हम कोअी २ करोड रुपये दे रहे हैं। यह समारी लायबलिटी १५,२० सालतक चलनेवाली हैं। अिस तरह दो करोड रुपये यानी १४ आने में अेक आना हम जागीरदार और दूसरे लोगों को कॉम्पेन्सेशन के तौर पर दे रहे हैं। अब हम देखेंगे कि जागीरदारों की जमीनके हैसियतसे अुनके मुआविजेका क्या हिसाब

बंटता है। हैदराबाद राज्य में ३०० लाख अेकर जमीन है। और जागीरदारोंकेपास ३० फीसद जमीन थी। याने अुनके पास कोअी ९० लाख अेकर जमीन थी। अिस तरस कॉम्पेन्सेशन का हिसाब फी अेकर २० पडता है। टेनन्सी कानून के तहत हमने फी अेकर ६० रुपये कीमत रखी ह। और जागीरदारोंको फी अेकर २० रुपये मिल रहे हैं। यह मुआवेजा बहुत ज्यादा ह।

आज यहां जो रेजोल्यूशन लाया गया है अुसमे जो कहा गया है कि जागिरदारों का कॉम्पेन्सेशन बहुत ज्या दा है अुसे कम करना चाहिये, अिस हद तक म मुत्तफिक हूं। लेकिन अिसमें जो कहा गया है कि अब कॉम्पेन्सेशन अेकदम बंद किया जाना चाहिये, जितना कॉम्पेन्सेशन अुन्हें मिला वह काफी है, अिस राय से मै मुत्तफिक नहीं हूं।

मै अेक तजवीज हाअुस के सामने पेश करना चाहता हूं। हमारे कांपेन्सेशन के जो रेट्स हैं अुसमे कमी की जानी चाहिअे। अुसके सिलसिले में मेरी तजवीज अिस तरह है।

STATEMENT OF FUTURE PROPOSAL

Present			Proposed	
No. of Jagirdars	Multiple	Total commutation in lakhs	Multiple	Commutation in lakhs
785	30	165	25	137.5
358	25	237	18	170.6
254	20	486	8	194.5
28	17½	186	5	53.1
9	15	68	4	18.1
8	12½	55	3	13.2
12	10	574	2	114.8
Total ..1464		1771		697.7

पहली कैटेगरी में जो जागीरदारात हैं अुनके लिये ३० मलटिपल्स मिलते हैं, अुसे २५ मलटिपल्स दें, दूसरी कैटेगरी में २५ मलटिपल्स रखे हैं, अुसे १८ मलटिपल्स किया जाय,

अिस तरह से बीस मल्टिपल्स को ८, साढेसतरह मल्टिपल्स को ५, १५ मलटिपल्स को ४- मल्टिपल्स, साडे बारह मलटिपल्स को तीन मलटिपल्स, और दस मलटिपल्स को दो मलटिपल्स रखे जाह तो मुनासिब होगा। मने जो प्रयोझल रखा है अुसके लिहाज से १७ करोड ७१ लाख रुपये का मुआवेजा कम हो जायगा। मेरा यह प्रयोझल यदि मंजूर किया जाय तो हमें सिर्फ ६ करोड ९७ लाख रुपये कांपेन्सेशन देना पडेगा। यानी तकरीबन ७ करोड रुपये कांयेन्सेशन देना पडेगा। और १० करोड रुपये की हम बचत कर सकेंगे। यह अेक स्लो प्रोसेस है और अिसमें टोकन रिडक्शन होगा। मैंने यह जो तजवीज पेश की है अुसका असर छोटे जागीरदारों पर बहुत कम होता है। जो १४०७छोटे जागीरदार हैं अुनका कॉपेन्सेशन बहुत कम नहीं किया जा रहा है। यह जागीरदार गरीब होते हैं। अुनके पास ज्यादा जमीन आदि नहीं है। अुनके लिये तो यह अेक टोकन रिडक्शन है। अिसको मानने के लिये अुन्हें कोअी दिक्कत न होगी। लेकिन दूसरे जो ५७ जागीरदार हैं, जिनको हम ८ करोड ८३ लाख रूपये मुआविजा दे रहे हैं अुनके मलटिपल्स कम करके——अुनको १ करोड ९८ लाख यानी करीब २ करोड रूपया दे रहे हैं, अिसमें पाव करोड की कमी की जा रही हैं। अिसका मतलब यही है कि जो ५७ बडे बडे जागीरदार हैं अुनके कांपेन्सेशन में ही बडी हद तक कमी की जा रही है।

[Shrimati Masuma Begam (Chairman) in the Chair]

हमारे स्टेट में पुलिस अॅक्शन के बाद जो बातें हुअी अुसमें अेक बात यह भी हुअी की जागीर कम्युटेशन रेग्यूलेशन पास किया गया। यहां पर कुछ अच्छी बातें हुअी और कुछ बुरी। हमारी बदबख्ती है कि यह कानून अुस जनम जमाने में पास हुआ। वही कानून अगर आज के मौजूदा हालात में असेंब्ली के सामने पेश होता तो अब जैसा की बह है वैसा नहीं रहता। और हमें आज अुस अॅक्ट के बारे में अफसोस करने की जरूरत नहीं होती। लेकिन जिन लोगों के हाथ में अुस समय स्टेट की बागडोर थी अुहोंने यह महसूस किया कि यह कापेन्सेशन का मसला जितनी जल्दी तय हो सके अुतना अच्छा। अिस लिये जल्द से जल्द यानी १९४९ में यह अॅक्ट पास किया गया। अुसमें यह प्रॉविजन था कि अिंटरीम पेमेंट किया जाय। अुसके मुताबिक १४६४ जागिरों का मायना किया गया। लेकिन अबतक जागिरों का मायना पास नहीं हुआ। लेकिन ये कानून सब के मुतालिक लागू किया गया, और २० साल तक जागीरदारों को कँपेन्सेशन देने का तय किया गया। वहां की जो रिआया थी, और जागिरदार थे, अुनकी किसमत का फैसला अुस समय व्ही. पी. मेनन, और जो ऑफिशियल चीफ मिनिस्टर थे अुन्होंने किया। आज बंबअी बिहार यू. पी. में जिस तरह से कानून लाये गये हैं। तब हमारी सरकार को भी अिस पर फिर सोचने के लिये कोअी अमर माने नहीं होना चाहिये। हमारे कॉन्स्टिट्यूशन में जो का दफा है वह काफी वसी और साफ है। हम जिस तरह से भी चाहे कँपेन्सेशन दे सकते हैं। हम जितना अुचित समझते हैं अुतना ही कांपेन्सेशन दे सकते हैं। कानून अिसकी अिजाजत देती है। हम यदि चाहें कि कुछ भी कांपेन्सेशन न दें तो वह भी हम कर सकते हैं, बशर्ते यह कि अुसके लिये प्रेसिडेंट की सम्मति हो लेकिन मै समझता हूं कि जो कांपेन्सेशन देना चाहते हैं वह दें, लेकिन आज जो बहुत ज्यादा कांपेन्सेशन दिया जा रहा है वह पहले कम किया जाना चाहिये, और अिसके बारे में हम अुस तरफ के भी मेंबर पूरी तरह से सहमत हैं। आज मेजारिटी मेंबर का यह ख्याल है कि आज जो कांपेन्सेशन

दिया जा रहा है अुसमें कमी होनी चाहिये। लेकिन बाकी में अिनको अिसमें मुव्ह होना चाहिये। हिचकिचा रहे ह । अिसके वजूहात क्या है यह मालूम नहीं है । लेकिन यदि वे चाहें तो अिस बारे में आगे बढ सकते हैं। यह मैं अर्ज करना चाहता हूं। जो बडे बडे जागिरदार हैं अुनके बडे बडे महल रखने की कोशिश करने के वजाये, अुन्हें २० साल तक अितना बडा कॉपेन्सेशन देते रहने के वजाय, किसी जागिरदार की बेटी को ५०० रूपये माहाना की जगह सिर्फ ७५ रुपये माहाना मिलने पर अफसोस करने की वजाय, हम गरीबों की तरफ भी देखें । जो लोग झोंपडियों में रहते हैं और अिन को जो समयपर खाना भी नहीं मिलता, अुनको १ रूपया मिलें अिसकी कोशिश करनी चाहिये। यही हमारा ध्येय होना चाहिये । तभी डेमॉक्रसी ठीक चल सकती है । जागीरदारों को बसाते हुअे हमें यह देखना चाहिये कि आम लोगों की आमदनी बढ जाय। अुनका मियार जिंदगी बढ जाय। आम लोगों पर बुरा असर करनेवाली कोअी चीज नहीं की जानी चाहिये । हम अुन को २० सालतक हमारे खजाने से पैसा देते रहें, यह ठीक नहीं है। मैं हुकुमत से दरखास्त करूंगा कि वह अिसको प्रेस्टिज का सवाल न बनाये। दिल्ली से भी आपको यह हिदायत आयी थी कि आप अिस कानून में जरूरी तबदीलियां करनेके बारेमें सोंचे। अिस पर जरूर सोंचा जाना चाहिये ।

आपको यदि अिस बात का डर है कि हम यदि अैसा कोअी कानून बनाते हैं और अगर वह हाय कोर्ट से व्हॉअिड (Void) होता ह तो क्या किया जाय ? लेकिन मैं बताना चाहता हूं कि अगर कोअी कानून हायकोर्ट से व्हाअिड हुवे तो वहां क्या दूसरे कानून बनते नहीं ? ओरिस सरकार ने जमीनदारी अॅबॉलिशन के बारे में कानून बनाया था, जिसे हाय कोर्ट व्हाअिड करा दिया। तो क्या वहां की गव्हर्नमेंट चुप चाप बैठी रहेंगी ? नहीं वह फिर से दूसरा कानून बनायेगी। सुप्रीम कोर्ठ का अुसके बारे में डिसीशन हुआ कि यह कानून व्हाअिड है। अुन्हें फिर से दूसरा कानून बनाना पडेगा। हमें पहले से अिस बात से नहीं डरना चाहिये कि हम यदि अस कोअी कानून बनाते हैं तो वह सुप्रीम कोर्ट से व्हाअिड होगा। हमें भी अिस मसले पर गौर करना चाहिये। और हुकुमत के सामने प्रेस्टिज का सवाल आने की कोअी जरूरत नहीं है कि पहले-सरकार ने यह कानून बनाया है, और अब अिसे कैसा बदलें ? यह जो कानून बना था वह हमारी रिप्रेझेंटेटिव्ह और अिलेक्टेड असेंब्ली के सामने नहीं आया था, और अुसने अिसे नहीं बनाया। अिस लिये हमें पूरा मौका है कि अिस कानून पर हम फिर से गौर करें। डेमाक्रेसी यहां आने के पहले जो कानून बनाया गया है अुसमें मुनासिब तरकीमात करें। अिसमें हिचकिचाने की चरूरत नहीं ह। हम यहां पर कोअी कानून बदल नहीं सकते अैसी बात तो नहीं है। हम तो रोजाना देखते हैं कि हुकूमत की तरफ से कितने ही बिल अमेंड करने के लिये हर वक्त लाये जाते हैं। अिसपर ही अितना अडे रहने की जरूरत नहीं है। यहां जो रेजोल्यूशन लाया जा रहा है अुसका मनशा अितनाही है । अिस जागीरदारों के कांपेन्सेशन के बारे में हुकुमत फिर से संजीदगी से गौर करें, और अिस कानून में जरूर जरूरी तरमीमात लायें, ताकि हम आज जो कांपेन्सेशन दे रहे हैं अुतना हमें न देना पडा अितना कहते हुअे मैं अपना भाषण समाप्त करता हूं।

श्री. भगवानराव गांजवे (नांदेड) : अध्यक्ष महोदय, आज जो रेजोल्यूशन हाअुस के सामने लाया है अुसपर अबतक चार पांच वक्ताओंने अपने ख्यालात का अिजहार किया है। और वह

बतलाया है कि यह जो कांपेन्सेशन दिया जा रहा है, वह ठीक नही है। और अिसका जो भार लोगों पर पड रहा है। कम से कम हिसाब रखनेवाले या हिसाब से वाकफियत रखनेवाले या, फायनान्स मिनिस्टर साहब यह देख सकते हैं कि जागिरदारी अबॉलिशन से जो आमदनी आज सरकार को हो रही है और जो खर्चा अुस जागिरी अेरिया पर सरकार को करना पड रहा है, अिसको यदि देखा जाय तो आज सरकार को जो आमदनी हो रही है अुससे अुसपर जो खर्चा करना पड रहा है वह ज्यादा है, और तमाम हाअुस यह महसूस कर रहा है कि गव्हर्नमेंट ने यह जो कदम अुठाया है वह ठीक नही है। जागिरदारी अबॉलिश करने के पहले जागिरदारी हिस्से में न कोअी स्कूल था, न कोअी हॉस्पिटल था और किसी किसम कि फॅसिलिटीज (Facilities) अुस जमाने में रियाया को मिलती थी। सिफ ज्यादा से ज्यादा रेविन्यु कलेक्ट करना और गव्हर्नमेंट को जितना रिविन्यु देना होता था अुतना देकर बाकी ज्यादा रकम अपने पास रख लेना। सिर्फ रिविन्यु कलेक्ट करना यही अपना फर्ज है अैसा जागिरदार समझते थे। जब गव्हर्नमेंट ने अिन तमाम जागिरों को खतम किया तो अुन अेरियाज में स्कूल, दवाखाने और दूसरी आवाम के जरूरती चीजोंको और सहुलियतों का अितजाम करना गव्हर्नमेंटका फर्ज थाऔर अुसे वह करना पडा, और यह सब के लिय गव्हर्नमेंट को काफी खर्चा अुठाना पडा। लेकिन अिन फॅसिलिटीज की जो मांग थी अुसे पूरी तरफ से अमल में लाने के लिये गव्हर्नमेंट असमर्थ थी, क्योंकि फायनान्सियल स्ट्रिंजन्सी (Financial String·n y) थी।

जागिरदारों को कांपेन्सेशन देने का जो बेसीस गव्हर्नमेंट ने बनाया था मुझे कहना है कि वह गलत था। कांपेन्सेशन के तय करते वक्त अुनकी जो जाती मिल्क थी अुसका विचार नहीं किया गया। मालूम होता है कि कॅंपेन्सेशन का विचार करते वक्त सरकार ने अुनके ग्रॉस अिनकम ((Gross Income) का लिहाज नहीं किया। कॅंपेन्सेशन का जो बेसीस माना गया वही गलत था। जागिरदारों ने नाजायज तरीके पर अपना रेविन्यु बढाने के लिये वहां की रियायासे मनमाने तरीके पर मालगुजारी वसूल की है, और रियाया की जो जस्ट (Just) डिमांड थी अुसपर विचार नहीं किया गया, और रेविन्यु दुगना तीगना तक भी बढ गया।

वहां के धारेजात ज्यादा है, यह देखकर सरकार ने १२ परसेंट तक का आम रेमिशन जागिरी अेरिया में दिया लेकिन यह बहुत कम था। लेकिन चंद तालुकात में ५० फीसद तक भी रेमिशन दिया गया। अैसी मिसालें में हाअुस के सामने रख सकता हूं। लोहारा, अुमर्गा, भालकी और राजेश्वर अिन स्थानों पर सरकार को ५० फीसद तक का रेमिशन देना पडा। और यह ५० फी सद का रेमिशन देना लाजमी था क्योंकि जागिरदारी अेरिया में यह रेविन्यु पहले से ही ज्यादा था। तो मेरा कहना है कि ग्रॉस अिनकम को बेसीस लेकर जो कापेन्सेशन आज जागिरदारों को दिया जा रहा है वह ठीक न होगा। यह अनजस्ट (Unju t) होगा, अैसा हमारा ख्याल है।

अुसी तरह जागिरदारी अेरिया में, अतराफ के अेरियात में जो रेविन्यु है अुससे, ४-५ गुना तक रेविन्यु ज्यादा बढा हुआ है। जिसके बारे में गव्हर्नमेंट के पास काफी शिकायतें पेश की गयी।

और अुसपर गौर कर के गव्हर्नमेंट ने अिन अेरियाज के लिये साडे बारह परसेंट का रेमिशन दिया है। कम से कम कँपेन्सेशन देते वक्त तो गव्हर्नमेंट को अिस को अिस बात का लिहाज करना चाहिये था। कँपेन्सेशन देते वक्त जागिरदारों को जो और दूसरी आमदानी है अुसका लिहाज नहीं किया गया। अुनकी सब आमदनी मिलाकर फिर अुसका सरटन परसेंटेज कँपेन्सेशन देना चाहिये था, लेकिन अैसा नहीं किया गया। अुनका जो दूसरा अिनकम था अुसको ग्रॉस अिनकम में से मिना कर के फिर कँपेसेशन देना चाहिये था।

दूसरा अेक पॉअिंट मैं अिसके सिलसिले में हाअुस के सामने रखना चाहता हूं वह यह है कि कँपेन्सेशन तय करते वक्त अुनकी प्रायवेट प्रापर्टी का लिहाज किया जाना चाहिये था। आज अुनकी प्रायवेट प्रॉपर्टी अितनी है कि सिर्फ वही रही तो वे अपनी पूरी जिंदगी बसर कर सकते हैं। हर जागिरदार को कुछ कुछ प्रायवेट प्रॉपर्टी तो होती ही है। अुनकी सबकी प्रायवेट प्रॉपर्टी देखकर फिर कांपेन्सेशन तय करना जरूरी था। अिस अिस्टेट को भी अुसमें लाना जरूरी था लेकिन अिसका लिहाज नहीं किया गया। अेक ऑनरेबल मेंबर ने अपने भाषण में दूसरे स्टेटों मे जो कँपेन्सेशन जागिरदारों को दिया जा रहा है, अुसका काफी मवाद हाअुस के सामने रखा है। अुसके अुपर सरकार को काफी गौर करना चाहिये।

आज हाअुस के सामने जो रेजोल्युशन लाया गया है, हमने जनता को जो प्रॉमिसेस दिये हैं अुसके मुताबिक ही है, और अुससे जनता को जो प्रॉमिसेस दिये है अुसे पूरा करने में मदद होगी आज गव्हर्नमेंट ने कँपेन्सेशन देने के बारें मे जो पॉलिसी रखी है अुसे रिवाअीज करने (Revise) की जरूरत है। अवाम चाहती है कि आप जो कँपेन्सेशन जागिरदारों को देना चाहते हैं, अुससे अवाम पर और अवाम के खजाने पर अुसका बोझा न हो। वहां यानी जागिरी अेरियाज जो रयाया है अुसे दूसरे अेरियाज के बराबर फॅसिलिटीज देना गव्हर्नमेंट का फर्ज है। अुसके लिये सरकार को काफी रुपया खर्च करना पडेगा, और हमारे खजाने में भी काफी पैसा नही है, अैसे हालत में जागिरदारों को अितना कँपेन्सेशन देना ठीक न होगा। अिस पर फिर से गौर किया जाय अितना कहते हुवे मैं अपना भाषण समाप्त करता हूं।

श्रीमती आशाताअी वाघमारे (वैजापूर) अध्यक्ष महोदय, आज सभागृहासमोर जो ठराव आणला गेला आहे तो जागिरदारांना जी नुकसान भरपाअी आज दिली जात आहे ती अधिक आहे आणि ती कमी केली गेली पाहिजे अशा आशयाचा आहे या ठरावा संबंधी माझे जे विचार आहेत ते मी सभागृहासमोर मांडणार आहे. आज जागिरदारांना त्यांच्या जागिरी काढून टाकल्याबद्दल जी नुकसान भरपाअी दिली जात आहे ती फार जास्त आहे असें माझे मत आहे. यात जर २५ टक्यांनी कमी केली तर सरकारचें साडेचार कोटी रूपये वांचतील आणि जरी साडेबारा टक्यांनी कमी केले तरी निदान सव्वा दोन कोटी रुपये वांचतील. पूर्वीच्या काळात कांहीं लोकानी सरकारची सेवा केली म्हणून त्यांना अशा प्रकारें जागिरदारी दिली गेली होती, त्या वेळच्या सरकारतर्फें परंतु आज १०,१० पिढ्या होवून गेल्या

तरी त्यांना ही रकम सरकारतर्फे दिली जात आहे आणि आजहि त्यांचा हा अैतखाअूपणा कमी झाला नाही. आणि आज शेकडों वर्षापासून हे लो अैतखाअूपणें खात आहेत.

आजच्या लोकशाहीच्या राज्यांत अशा प्रकारें अैतखाअुपणा बसून चालणार नाहीं. बदललेल्या परिस्थितिची आज त्यांना अजूनही कल्पना येत नाहीं. आज लोकशाहीच्या राज्यांतही लाखो रुपये या जागिरदारांना कॉंपेन्सेशन म्हणून दिले जात आहेत. हा जो कायदा पास झाला हा मिलिट्री गव्हर्नरच्या आमदानीत पास करण्यांत आला होता. आणि त्यावेळी जागिरदारांना जास्तीजास्त कॅंपेन्सेशन देण्याची व्यवस्था या कायद्यांत करण्यांत आली होती. हे जागिरदार लोक आपल्या जागिरी अिलाख्यातून फक्त जेव्हा पैशाची वसूली करावयाची असें तेव्हां आपल्या जागिरींत जात असत आणि पैसे वसूल झालें की हैदराबादला येअून बंगले आणि मोटारी अुडवीत असत आणि अैश आराम करीत असत. त्या जागिरी विभागांत राहणाऱ्या जनतेच्या सुखदु:खांची त्यांना बिलकुल खंत नसे. सरकार मध्यें जी रकम भरावयाची आहे ती अेकदा भरली आणि बाकी रकम वसूल करून अेकदा हैदराबादला येअून बसले की त्यांचें काम झाले मग तेथील जनतेकडे पाहण्याला त्यांना वेळच मिळत नसें, अशा अैतखाअू लोकांना कॉंपेन्सेशन म्हणून पैसे देण्याचें कांहींच कारण नाहीं. मला माझ्या तालूक्यांतील अशीं गावे माहित आहेत की जागिरदारी असतांना त्या गावांचा जो शेतसारा होता. जो जागिरदारांनी आपल्या मनाप्रमाणें वाढवून ठेवला होता आणि जबरदस्तीनें तो वसूल केला जात असें तो अजून पर्यंत कमी केला नाही. त्यांच्या काळी जो शेतसारा होता तोंच आज कायम आहे. जागिरदारी जेव्हां नष्ट करण्याचा प्रश्न आला तेव्हां जागिरदारांना मात्र कॉंपेन्सेशन दिले गेलें पण त्या काळचा जो सारा होता तो मात्र कमी करण्यांत आला नाहीं. आज जर लोकशाही चालवावयाची असेल आणि लोकांच्या साठीं कांहीं कामें करावयाची असतील तर या कॉंपेन्सेशन मध्यें जर २५ टक्के कपात केली तर आपले अंदाजे साढेचार कोटी रुपये वाचतील आणि आपल्याला त्याचा अुपयोग देशाच्या अुन्नतीसाठीं करता येअील. आणि सामान्य जनतेच्या अुन्नतीसाठीं त्याचा विनियोग करता येअील.

दुसरी गोष्ट अशी की ज्या जुन्या काळांत जागिरदारांनी सरकारकडून अशा प्रकारची रकम घेतली त्या बाबत आमचा विरोध नाही कारण त्यावेळची परिस्थिति भिन्न होती. पण आज बदललेल्या लोकशाहीच्या काळात ती तशीच चालू ठेवणें केव्हांही योग्य होणार नाहीं आज लोकशाही. राजवट असल्याने अशा प्रकारें लोकांच्या दयेवर जगणे केव्हांही योग्य होणार नाही. लोकशाहीच्या काळांत प्रत्येकाला असें वाटले पाहिजे की मी कोणाच्याही दयेवर जगणार नाहीं तर स्वकृतृत्वावरच जगेन. मला कोणाची भीक नको प्रत्येक नागरिकांत जर ही भावना निमार्ण झाली तर ही लोकशाही यशस्वी होअू शकते आणि ती टिकू शकते. लोकशाहीचा विकास व्हायचा असले तर या गोष्टींची फार आवश्यकता आहे. समाजाच्या प्रत्येक घटकानें ही जाणीव ठेवायला पाहिजे की मी स्वत:च्या कष्टानें आवश्यक्यते च्या वस्तू मिळवीन पण समाजाच्या दयेवर जगणार नाही . ज्या जागिरदारांनी आज पर्यंत त्यांच्या जागिरीत असणाऱ्या जनतेच्या हितासांठीं कांहीं ही केलें नाही आणि फक्त स्वत:च्या सुखाचा फक्त विचार केला त्यांना कांहीं ही कॉंपेन्सेशन देण्याची आवश्यकता नाहीं. द्यावयाचेच असेल तर निदान आज जे कॉंपेनसेशन देण्यांत येत आहे ते २५

टक्यांनी कमी केलें तरी सरकारचें साडेचार कोटी रूपये वाचतील आणि त्याचा विनियोग देशाच्या अुन्नतीसाटीं करता येअील. अितके बोलून मी आपलें भाषण संपवितें.

श्री गोविंदराव मोरे (कंधार-जनरल)

अध्यक्ष महोदय, आज जो रेजूल्यूशन हाअुस के सामने आया है, आज तक दो सालों में जितने भी रेजूल्यूशनस अपोजिशन पार्टी की तरफ से अिस हाअुस मे आये हैं, अुनमे यह सबसे बेहतरीन रेजुल्यूशन अुन्होंने लाया है । हम जो यहां पर आये हैं, वह बहुत अुमीदों के साथ यहां आये थे और हमने लोगों से बहुत से वायदे भी किये थे, और अुनसे कहा था कि आपके भलाअी के लिये हम यहां पर काफी अच्छे अच्छे कानून करेंगे, लेकिन मुझेको तो दुख अिस बात का है कि हमने जो वादे आवाम से किये थे अुसमें से बहुत सारे वादे आजतक भी हम पूरा नहीं कर सके । आज की हमारी जो हुकूमत है, वह आवाम के भलाअी के लिये क्या क्या काम करनेवाली है और क्या कर रही है, अिसकें बारें मे कोअी खास आशा नज़र नही आती ।

लेकिन आज यहां पर जो नगद मआशदारी जमीनदारी कॉंपेन्सेशन का मसला आया है और अुसके अुपर यह बहस की जा रही है कि हम कांस्टिटयूशन से मुआविजा देने के लिये मजबूर हैं । मैं अुनसे पूछना चाहता हूं कि कांस्टिटचूशन तो हमने ही बनाया है और यह कोअी अैसी चीज नहीं है कि हम अिसे कभी बदल ही नही सकते । कांस्टिटचूशन बिलकुल तबदील ही नहीं कर सकते अैसी तो बात नहीं है ।

जिन हालात में कान्स्टीटयूशन हुअी अुस वक्त मुमकिन है कि कुछ अलग हालात थे । मगर हमारे मुल्क के हालात बदल गये और अुसके आड में अगर हमारी कान्स्टीटयूशन आती हो तो लोगों की भलाअी के लिये कान्स्टीटयूशन को बदलना पडेगा और बदलना ही अक्लमंदी होगी । अगर किसी चीज का मुआवजा हमारी मंशा के मुआफिक या लोगों की भलाअी के मुआफिक न हो तो कान्स्टीटयूशन को बदलकर भी हमें मुआवजे को ठीक करना पडेगा । अित्तेफाक से अभी हाल ही में मुझे अेक जेल देखने का मौका मिला । बहुत सी बातें हमने वहां देखी । बडे बडे डाकू और कातिल हमने वहां देखे । अैसे खतरनाक गुनाह अुन्होंने किये हैं कि अगर अुनका अितिहास हम सुनें तो दिल तडपता है । अैसे लोगों को कुछ सहूलियतें, कुछ तनख्वाह, कुछ मजदूरी देने का अिन्तजाम हुकूमत की तरफ से किया जाता है । हम जागीरदारों को काम्पेन्सेशन दे रहे हैं । मैं समझता हूं कि जिस तरह से जेल के अुन डाकूओं को कुछ मुआवजा देने के बारे में सोचना पड रहा है अुसी तरह से अिन जागीरदारों को भी मुआवजा देने का तय कर रहे हैं कया अैसा मालूम होता है । जेल के डाकूओं ने तो किसी खास हालात में गुनाह किया होगा लेकिन दुनिया के किसी भी मुल्क के अितिहास को देखा जाय तो मालूम होगा कि जागीरदारों और सरमायेदारों ने कितने बडे बडे गुनाह किये हैं । अुनको देखते हुअे अैसे लोगों को आज के हालात में कुछ भी मुआवजा देने की वास्तव में जरूरत नहीं है । हम मानते हैं कि वे आखिर अिन्सान हैं, अुनको हमारी तरह जिंदा रहने का अेख्तियार है, अुनको मुल्क की सेवा करने के लिये जितना देने की जरूरत है अुतना देना अिन्सानियत के खिलाफ नहीं है, लेकिन अुनको ज्यादा लाड करना मैं ठीक नहीं समझता ।

बहुत मर्तबा सोचता हूं कि अगर ये बडे रओीस है तो अुनका मुआवजा अगर अेकलख बंद कर दिय जाय तो वे अेकदम से धूप में नही चलने लगेंगे। अुनको दुनिया मे अितनी तकलीफ नही होगी अगर थोडी बहुत तकलीफ होगी तो अुसको बर्दाश्त र करने की अुनको अब आदत भी होना चाहिये लेकिन हम सिर्फ यही देखते है कि अुन्हीको तकलीफ होती है। चांद और सूरज जब तक मौजूद है तब तक अुनको रकम देने का हमने तय किया है। जो लोग अुनके तरफदार कहे जाते हैं अुनसे मैं पूछना चाहता हूं कि आप अिन जागीरदार और सरमायेदारों के बारे में अितनी फिक्र करते हैं तो जो लोग पुश्त दर पुश्त गरीबी में मर रहे हैं अुनकी गरीबी दूर गरने के लिये आप कुछ नहीं करेंगे। क्या अुन गरीबों को कोओी सनद दी गओी है कि वे हमेशा गरीबी में ही मरते रहें। य दो चित्र हम अपने सामने रखकर अिन सवालात पर नजरसानी को जरूरत है। रेजोल्यूशन के मूव्हरका मकसद भी यही है अैसा मै समझता हूं। जागीरदारों का कॉम्पेन्सेशन पूरी तरह से बंद करने का अुनका अिरादा नहीं है। वे भी कहते है कि जो मदद करने के लायक है अुनको अिमदाद दी जाय। अिसलिये अिस रेजोल्यूशन का मतलब मुझे यही मालम होता है। अिसमें कोओी पार्टी का सवाल नहीं लाया जाना जाहिये। जो लोग पुश्त दर पुश्त शान अौर शौकत में रहते हैं अुनकी अुस शान और शौकत को कम करने से कोओी पाप लगेगा अैसा समझने की जरुरत नहीं है। आज आज भारत का छोटा से छोटा, मामूली से मामूली आदमी जिस हालत में रहता है अुस हालत के करीब करीब सब को लाने की कोशिश करना हमारे जैसे अव्वाम के नुमाअिदों का फर्ज होगा अिसलिये मैं हाअुस से आपील करूंगा कि अिस सवाल पर किसी पार्टी के मसले के तौरपर नहीं सोचना चाहिये बल्कि हमारे खजाने पर जो ज्यादा से ज्यादा भार पड रहा है अुसको कम करने के लिये और हमारे फायदे के लिये अिस पर नजरसानी करनी चाहिये। अितनी अिस्तेदुआ करते हुओ मैं अपनी तकरीर खतम करता हूं।

श्री. रुखमाजी धोंडीबा पाटील (आष्टी): स्पीकर सर, आज जागीरदारों के मुआवजे के बारे में हाअुस में चर्चा चल रही है। सचमुच जब यह मसला काश्तकार, मजदूर और रात-दिन मेहनत करनेवाले लोगों के सामने आता है तो अुनके दिलों में बडी बदगुमानी और असंतोष पैदा हो जाता है। कान्स्टीटयूशन के तहत जो मसला पहले तय हुआ है और कानून के लिहाज से जो रकम अुनको देने के बारे मे हुआ है वह रकम सरकार अुनको दे सकती है, लेकिन अिस वक्त हमारी आजादी पर और हमारे यहां की नओी हैदराबादकी हुकूमत पर और यहां की रियाया पर और मजदूरों पर काफी आर्थिक संकट है। अिस संकट को दूर करने के बारे में मौजूदा सरकार को पहले सोचना होगा। अिस नओी आजादी में बडे बडे लोग हमारे दुश्मन बन गये हैं। साहूकार, जमीनदार और जागीरदारों को हमने जो अपना दुश्मन बना लिया है वह आखिर किस लिये बना लिया है? मौजूदा गवर्नमेंट को अुनकी वजह से करीब पावने दो करोड गरीबों का नुकसान करना पड रहा है। बहुत से अहम सवालों को अभी हल करना है। मैं यह नहीं कहता कि जागीरदारों को जो रकम देना तय किया है वह न दी जाय। कानून के मुताबिक जो रकम कायम की गओी है वह अुनको जरूर दी जाय। अुसमें फेर बदल न करें। आज जागीरदारों को हम साहूकार समझते हैं। जब कोओी कर्ज लेनेवाला आदमी आर्थिक संकट में फंस जाता है तो वह साहूकार के पास कुछ मुहलत मांगता है। अिस लिहाजसे हमारी हुकूमत आज के आर्थिक [illegible]

का दूर करने के बारे में सोचे और बडे बडे जागीरदारों को जो लाखों रुपया आअिंदा दिया जायेगा वह करीव बीस साल के लिये मुल्तवी रखे। हम किसी से कोअी चीज मुफ्त में नहीं लेना चाहते। हमारा कानून जो कहता है वह हमे कबूल है। हमारी हुकुमत ने जागीरदारों को खतम किया है, अुसके लिये मैं जरूर हुकूमत को मुबारकबाद दूंगा। लेकिन हमारे आर्थिक संकट का दूर करने के लिये और लोगों के मसायल हल करने के लिये जागीरदारों को दी जानेवाली रकम कम से कम बीस साल के लिये देना मुल्तवी किया जाय तो बहुत अच्छा होगा। हम अपने आर्थिक संकट को दूर करने में सफल होंगे। अगर हाअुस अिसके बारे में संजीदगी के साथ सोचेगा तो वह हो सकता है। पूरे हैदराबाद के लोग मौजूदा गवर्नमेंट पर भरोसा रखते हैं। हम अुनके पीछे चलते हैं। हमें आर्थिक संकट को दूर करना है, हैदराबाद की जनता की अुन्नति करना है, पडोसी प्रांतों की बराबरी मे हमे आना है, लॅंड अिम्प्रूवमेंट का काम करना है, अिस लिये ज्यादा पैसा खर्च करने की जरूरत है। अगर हम अपना सारा पैसा जागीरदारों के मुआवजे में खर्च करते रहेंगे तो आगे नहीं बढ सकेंगे। बडे बडे जागीरदारों की संख्या जैसा कि अभी श्री. देवीसिंग चौहान साहब ने बताया सौ (१००) से भी कम है। सारे प्रांत के लोगों की अुन्नति और भलाअी के लिये अगर अिन थोडे से लोगों की रकम बीस साल के लिये देना मुल्तवी कर दिया जाय तो वे कोअी बेकार होनेवाले नहीं है, वे मजदूरी करनेवाले नहीं हैं। अगर अिन लोगों की बीस साल में हालत खराब हो जायगी, अुनको खाने पीने को न मिलेगा तो अुसका अिन्तजाम करने के बारे में जिस तरह से आज हम गरीब लोगों के बारे में सोचते हैं अुसी तरह से अिन लोगों के बारे में सोचेंगे। हमारी गवर्नमेंट अमर है। जब तक चांद और सूरज हैं तब तक हमारी लोकशाही चलनेवाली है। जागीरदारों के बारे मे पिछली गवर्नमेंट ने जो कानून बनाया है अुसको हम मानेंगे। हमारा यह तसव्वुर है कि हम किसी की कोअी चीज मुफ्त में नहीं लेंगे। हमारे बडे बडे त्यागी नेताओं ने अुनको जो वचन दिया है, अुनकी जबान से बात निकल गअी है अुसको हम बराबर सम्हालेंगे। अिस दृष्टि से अुनको मुआवजा देने के बारे में हमें अेतराज नहीं है, लेकिन साथ साथ हमारी हुकूमत को आज के आर्थिक संकट को दूर करने का भी ख्याल रखना पडेगा। हमारी गवर्नमेंट हाअुस को यह विश्वास दिला दें कि आअिंदा चलकर वह अिसमें कुछ न कुछ फर्क करनेवाली है। मैं मौजूदा गवर्नमेंट के बारे में यह जरूर कह सकता हूं कि आर्थिक संकट को दूर करने के बारे में वह ज़रूर आगे कदम अुठा रही है। हम जानते हैं कि हमारे मजदूर और काश्तकारों को हमारी हुकूमत ही सिर्फ आगे बढा सकती है। अुनको आगे बढाने के लिये हुकूमत के सिवा और कोअी नहीं है। अिस लिये हमारी हुकूमत बडे बडे धनवान लोगों को भी जरा शांति से आगे चलने के लिये हिदायत दें तो सब का फायदा होगा। जागीरदारों का पैसा डुबाने की हमारी नीयत नहीं है। हमारा देश अच्छी तरह से फलेगा फूलेगा और हमारे सब मसले तय हो जायेंगे तो हम अुनको पैसा बराबर देंगे। गरीब जागीरदारों को रकम देने के बारे में हमें अेतराज नहीं है। अुनको अुनका मुआवजा दिया जाय, लेकिन जिन बडे बडे जागीरदारों की संख्या सौ (१००) से भी कम है और जो लाखों रुपया हुकुमत के खजाने से ले जा रहे हैं, अुनको आअिंदा बीस साल के लिये रकम देना मुल्तवी रखा जाय। अगर अैसा किया जायगा तो हम अपने हालात को दुरुस्त कर सकेंगे और गरीब जनता की भलाअी कर सकेंगे। मैं आशा करता हूं कि मैंने जो चीजें सुझाअी हैं अुन पर हमारी हुकूमत गौर करेगी।

شری اے - راج ریڈی (سلطان آباد) - میڈم اسپیکر - جو مسئلہ پیش ہوا ہے جاگیرداروں کو معاوضہ دینے یا نہ دینے کا - اوس کے جواز یا عدم جواز کے متعلق بڑی مقررین نے دلائل اور اعداد و شمار کے ساتھ تقریریں کیں - میں نہیں سمجھتا کہ اس میں میں اضافہ کرسکتا ہوں - فی الوقت میں اپنے آپ کو اس مسئلہ کے دو تین دلچسپ پہلوؤں کی حد تک محدود کرتا ہوں - میں سمجھتا ہوں کہ حیدرآباد ریاست اور دوسرے صوبوں میں جہاں جاگیرات کے تصور میں بنیادی فرق ہے - چنانچہ اس چیز کو ایک معزز مقرر نے پیش بھی کیا ہے - عطیات کا پورا تصور یہ ہے کہ یہ جو جاگیرات دیگئی تھیں وہ خود بہ طور معاوضہ کے دیگئی تھیں - کسی جاگیردار کو یا کسی شخص کو جو جاگیر کی شکل میں معاوضہ دیا گیا اوسکے پیچھے ایک تاریخ ہے - وہ اوس شخص کی خدمات کے سلسلہ میں معاوضہ کے طور پر دیگئی تھیں لیکن اس طرح جاگیریں دینا بادشاہ وقت کا اختیاری تھا - ہمارے پاس نظائر ہیں اور اوس کا قانونی تصور بھی یہی ہے کہ کسی جاگیر پر جاگیردار کا قطعی حق نہیں ہے - بلکہ بادشاہ وقت کی اجازت اوسکی مرضی کے تابع اوس سے استفادہ کرسکتا ہے - جہاں کوئی شخص یا جاگیردار مرجائے تو وہ پوری جاگیر بادشاہ وقت کے حق میں عود کرتی ہے - وراثت کی کارروائی جو ہوتی ہے وہ بادشاہ وقت اپنی مرضی سے مجدداً عطا کرتا ہے - یہ اوس کا لیگل کنسپشن (Legal conception) ہے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کا اسٹیٹ گورنمنٹ کو قطعی اختیار حاصل ہے - میرا استدلال عطیات کے تعلق سے یہ ہے کہ جسوقت چاہے حکومت وقت اس کو ضبط کرسکتی ہے - اور جاگیرات کو اپنے انڈر (Under) میں لے سکتی ہے - کوئی ہائیکورٹ قانون عطیات حیدرآباد کے بیسس پر اوسکو چیلنج نہیں کرسکتا - اور نہ اوسکو نل اینڈ وائڈ (Null and void) قرار دے سکتا ہے - بادشاہ وقت کی مرضی سے کوئی جاگیردار اوس سے استفادہ کرسکتا تھا اس لئے وہ چیز ملکیت کی تعریف میں نہیں آتی - یوں تو جاگیرداروں نے بہت سے کرتوت کئے - لیکن اوسکے باوجود انسانیت اور سماجی حالات کے پیش نظر معاوضہ دینا چاہئے یا نہیں دینا چاہئے اس کے بارے میں میں نہیں کہہ رہا ہوں - بلکہ یہ بتا رہا ہوں کہ قانونی طور پر اگر ہاؤز کی یہ رائے ہو کہ معاوضہ نہ دیا جانا چاہئے تو کوئی کمپنزیشن دینے پر مجبور نہیں کرسکتا - دستور کے تحت معاوضہ دینے پر یہ ہاؤز مجبور نہیں ہے - قانون عطیات کے قطع نظر بھی اور دوسری جگہ پر جہاں زمینداری سسٹم ہے - یا وہ اسٹیٹ کی تعریف میں آتی ہیں جیسا کہ دوامی بندوبست کے تحت ہو - یہ میں اون کو باضابطہ حقوق دیئے گئے - لیکن یہاں پراپرٹی رائٹس (Property) کا تصور پیدا نہیں ہوسکتا - لیکن اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کیا بھی جائے

کہ ان جاگیروں کی یہی شکل اسٹیٹ کی ہے تو بھی دستور کے آرٹیکل دو (۳۱) کے ضمن (الف) کے تحت جس کی بعد میں ترمیم بھی کیگئی ہے اوسکی روشنی میں ہمارمیں اور دوسرے اسٹیٹس میں جہاں ابالیشنس آف اسٹیٹس کا قانون بنایا گیا اور سپریم کورٹ میں چیلنج بھی کیا گیا اوسکی روشنی میں ضروری ہوگیا ہے کہ بعض قوانین کو کالعدم بھی قرار دیا گیا ہوتو ریٹراسپکٹیوافکٹ (Retrospective effect) دیتے ہوئے اس قسم کے قوانین کو جائز قرار دیا گیا ہے ۔

The House then adjourned till Thirty Five Minutes Past Five of the clock.

The House re-assembled after recess at Thirty-Five Minutes past Five of the Clock.

[Mr. Deputy Speaker in the Chair]

(As there was no quorum, the bell was again rung for two minutes).

شری اے ۔ راج ریڈی ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ میں اس مسئلہ کے تعلق سے جو دوسرے قانونی پہلو ہے ایوان کے سامنے رکھ رہا تھا ۔ دستور کا آرٹیکل ۳۱ (الف) بہت صاف ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسکو اس ایوان کےفلور (Floor) پر پہلے بھی پڑھا گیا اور یہ استدلال کیا گیا کہ ہم کوئی قانون بنائیں جو معاوضہ نہ دینے کیلئے ہوتو وہ کالعدم ہوگا ایسی کوئی بات باقی نہیں ہے۔ البتہ اسکے لئے شرط یہ ہے کہ صدر جمہوریہ کی منظوری ضرور لیجائے ۔ آرٹیکل صاف الفاظ میں یہ ہے ۔

"Nothwithstanding anything in the foregoing provisions of this Part, no law providing for the acquisition by the State of any estate or of any rights therein for the extinguishment or modification of any such rights shall be deemed to be void on the ground that it is inconsistent with, or takes or abridges any of the rights conferred by any provisions of this Part:

Provided that where such law is a law made by the Legislature of a State, the provisions of this article shall not apply thereto unless such law, having been, reserved for the consideration of the President, has received his assent".

اب ہمارے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جارہا ہے جیسا کہ گزشتہ بھی کہا جاتارہا ہے کہ دستور کی ممانعت کی وجہ سے ہم مجبور ہیں اسلئے معاوضہ دئے بغیر ہم کوئی لیجسلیشن (Legislation) نہیں کرسکتے ۔ اسطرح سوچا جارہا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بالکل غیر صحیح ہے ۔ اب رہا نفس معاملہ کی حد تک یہ سوال کہ کمپنسیشن دیا جائے

چاہئے یا نہ دیا جانا چاہئے - ہمارے جاگیرداروں کے پورے ہسٹریکل بیک گراونڈ
(Historical back ground) میں اور انکی ذاتی جائدادوں کے پیش نظر انہیں
معاوضہ ملنا چاہئے یا نہیں - یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اور اگر قانون اور دستور کے لحاظ
سے جسٹس (Justice) کے لحاظ سے اور دیگر سوشل کنڈیشنس (Social
conditions) کے پیش نظر اگر یہ رائے ہو کہ انکو معاوضہ دیا جائے تو یہ
کتنا دینا چاہئے اور کیسے دینا چاہئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے - دستور اس سلسلہ میں
ہمارے آڑے نہیں آتا -

اسکا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ جو لیجسلیشن (Legislation) رگولیشن
(Regulation) کی شکل میں نافذ ہیں ان میں سے ایک تو جاگیر ابالیشن رگولیشن
ہے اور دوسرا جاگیر کمیوٹیشن ہے - یہ دونوں ملٹری گورنر کے زمانے میں نافذ کئے گئے
جنکے تحت یہ معاوضہ مشخص ہوا - اور جیسا کہ اسپیچس سے ظاہر ہوا تقریباً تین چار
کروڑ روپیہ اب تک ان جاگیرداروں کو دیا جاچکا ہے۔ بعض معزز ارکان نے یہ خیال
بھی ظاہر کیا کہ جو رگولیشنس ملٹری گورنر کے زمانے میں مرکزی حکومت کے مشورہ
سے بنائے گئے تھے وہ سنٹر اور جاگیرداروں کے معاھدے کے تحت بنائے گئے تھے - سنٹر
کے لیڈروں نے جاگیرداروں کو ایک وچن (वचन) دیا تھا اسلئے اب اسپر ہم
لیجسلیشن نہیں کرسکتے اور نہ یہ مناسب ہے - مجھے صرف یہ بتلانا ہے کہ دستور کے
شیڈول نمبر ۹ میں ایک فہرست دیگئی ہے جسمیں ۱۲ اور ۱۳ یہ ہے -

The Hyderabad (Abolition of Jagirs) Regulation, 1358 F.

The Hyderabad Jagirs (Commutation) Regulation, 1359 F.

اس شیڈول کا تعلق آرٹیکل ۳۱ بی سے ہے۔ باوجود ۳۱ (اے) بنائے جانے کے شائید دستور
کی ترمیم کرنے والوں کے سامنے یہ اندیشہ تھا کہ کوئی اس قسم کا قانون بنایا جائے تو
وہ سپریم کورٹ یا کوئی اورکورٹ سے کالعدم قرار نہ دیا جائے - چنانچہ ۳۱ (بی) مدون
کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ

"Without prejudice to the generality of the provisions conta ned in Art. 31 A, none of the Acts and Regulations specified in the Ninth Schedule nor any of the provisions thereof shall be deemed to be void, or even to have become void, on the ground that such Act, Regulation or provision is inconsistent with, or takes away or abridges any of the rights conferred by, any provisions of this part, and not withstanding any judgement, decree or order of any court or tribunal to the contrary, each of the said Acts and Regula tions, shall, subject to the power of any competent Legisature to repeal or amend it continue in force.

انہوں نے یہ احتیاط کی ہے کہ ۳۱ (اے) کے جتنے بھی شیڈول ہیں وہ کالعدم نہ ہونے پائیں - البتہ ایک پابندی یہ ہے کہ یہ اسیطرح نافذ رہینگے تا آنکہ متعلقہ مقننہ اسمیں ترمیم نہ کرے - یہ الفاظ صاف طور پر یہ بتلاتے ہیں کہ یہ رگولیشنس متعلقہ لیجسلیچر کے تابع ہے - اور مقننہ جب چاہے اسمیں ترمیم کرسکتی ہے - یہ چیز ایسی ہے جسپر ہمیں خاص طور پر پابند رہنے کی ضرورت نہیں - اگر لیڈرس نے کمٹمنٹ کیا ہے تو وہ اپنی جگہ ہوگا لیکن دستور ہمارے آڑے نہیں آتا - لیکن یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ دستور میں ایک طرح کا تسامح ہے - ۳۱ (بی) کو میں نے ایوان کے سامنے یہ بتلانے کیلئے پڑھا ہے کہ دستور بنانے والوں (کانسٹیٹیوشن میکرس) کے سامنے بھی یہ چیز تھی کہ لیجسلیچر چاہے تو اسمیں ترمیم و تبدل کرسکتی ہے یہ تصور انکے سامنے تھا اور ہونا بھی چاہئے - اسلئے جس قانون کا تعلق ہماری لیجسلیچر سے ہے ہم اسمیں ترمیم کرسکتے ہیں - اسلئے جو لوگ دستور کی آڑ لیکر الجھن پیدا کرتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ دستور کے لحاظ سے معاوضہ دینا ضروری ہے - جو رگولیشنس ہیں وہ اپنی جگہ واجبی اور مناسب ہیں - ہم ان میں کسی قسم کی ترمیم و تبدل نہیں کرسکتے میں ان سے ادباً گزارش کرونگا کہ ایسا کہنا غیر صحیح ہے - وہ آئندہ دستور کی آڑ لیکر الجھن پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں - صرف نفس معاملہ پر اپنی رائے کا اظہار کریں - دستور کی آڑ لینے میں کوئی معنے نہیں ہیں -

اسیطرح قانون عطیات کے لحاظ سے بھی بادشاہ وقت مقتدر اعلی ہوتا ہے جسکی پیرامونٹسی (Paramountcy) اب اس لیجسلیچر کو حاصل ہوئی ہے - کوئی عطیات کا قانون ایسا نہیں ہے جسے بادشاہ وقت یا مقتدر اعلی ہستی اسے نہ روک سکے - اسلئے اب اس مسئلہ کو قانونی الجھنوں میں لیجاکر بحث کریں تو یہ نا مناسب ہوگا - معزز ارکان اسپر غور کرسکتے ہیں کہ اون دنوں میں ملٹری گورنر نے جو معاوضہ دیا ہے وہ واجبی ہے یا نہیں - دینا چاہئے یا نہیں دینا چاہئے - اسپر اپنی رائے کا اظہار کریں - معاوضہ دینے کا سوال تو کچھ اسطرح کا ہے کہ نظام جسکے خلاف پولیس ایکشن ہوا اسکو سزا دینے کے بجائے جزا دیر ہے ہیں - یہ ایسا سوال ہے جسے دنیا کی کوئی بحث صحیح ثابت نہیں کرسکتی - یہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ مٹھی بھر جاگیردار عوامی طاقت کو نہیں دبا سکتے تھے - وہ اوس زمانے میں اپنی جاگیرات کو چھوڑ کر بھاگ رہے تھے اور عوام اپنے مطالبات متوار رہے تھے - ان سے ہمیں کوئی خطرہ نہ تھا بلکہ یہ جاگیر نوازی ہے کہ گرے پڑے فیوڈل رلکس (Feudal relics) کو سہارا دیا جارہا ہے -

جاگیردار نوازی ہے - محض فیوڈل الیمنٹ (Feudal elements) کو بچانے کیلئے یہ کوشش کیگئی ہے - یہ واقعہ ہے اسکو جھٹلایا نہیں جاسکتا - یہی منال گورنمنٹ کی پالیسی ہے - صرف پالیسی نہیں بلکہ اسکے پیچھے ایک تاریخ ہے - ایسا کوئی مسئلہ نہ تھا کہ یہاں کے جاگیردار بغاوت پر آمادہ تھے - بلکہ گورنمنٹ چاہتی

تھی کہ جاگیرداروں کو معاوضہ دے اسلئے دے رہی ہے - ملٹری گورنمنٹ کے زمانے میں جاگیرات کی جو آمدنی تھی وہ بہت زیادہ تھی - کئی ابواب اسمیں شریک تھے - مثلا آبکاری وغیرہ - اسطرح کئی ابواب کی وجہ سے آمدنی زیادہ تھی جسکو بڑھا چڑھا کر اوس آمدنی کے لحاظ سے یہ معاوضہ مقرر کیا گیا ہے اور اسطرح ۱۸ کروڑ معاوضہ مقرر کیا گیا - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو معاوضہ آپ دے رہے ہیں کیا اسقدر رقم اون جاگیرات کی آمدنی سے آپکے خزانے میں جمع ہوسکتی ہے - کیا آج وہ ابواب آمدنی باقی ہیں - نتیجہ یہ ہوگا کہ دیوانی کی آمدنی پر اسکا اثر پڑیگا اور دیوانی کی آمدنی سے آپکو یہ معاوضہ ادا کرنا پڑیگا - ملٹری گورنمنٹ کے زمانے میں جو کچھ ہوا وہ ہوا لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب اسکو کیوں جائز رکھا گیا ہے - دو سال سے ہم مسلسل فلور آف دی ہاوز پر یہ مطالبہ کررہے ہیں کہ ہماری آمدنی کے کئی مدات سنٹرل گورنمنٹ کے حوالے ہوچکے ہیں - آمدنی گھٹ چکی ہے اور گھٹ رہی ہے ان حالات میں اتنے بڑے بڑے معاوضے جاگیرداروں کو دینا میں نہیں سمجھتا کہ کیسے درست سمجھا جاسکتا ہے - آخر اسبارے میں حکومت کب تک غفلت اور بے اعتنائی سے کام لیگی - لکھ پتیوں کو لاکھوں کروڑوں روپیہ معاوضہ دینا میں نہیں سمجھتا کہ کہاں کا سوشیل جسٹس ہے - یہ سوشیل جسٹس نہیں کہلاسکتا کہ آپ لکھ پتیوں کو پرورش کرتے رہیں - یقین مانئے کہ یہ آستین کے سانپ آپ کی ڈیموکریسی کی تائید کرنے والے نہیں ہیں - عوامی حکومت آنے کے باوجود دو سال کا عرصہ گزر گیا اور اب تک غور نہیں کیا گیا - جو رزولیوشن آیا ہے اسپر ادھر کے آنریبل ممبرس اور اودھر کے آنریبل ممبرس نے اظہار رائے کیا ہے - ان تقریروں میں کوئی اختلاف نہیں پایا گیا بلکہ سب یہی محسوس کررہے ہیں کہ معاوضہ جو دیا جارہا ہے وہ غیر ضروری ہے - نہیں دیا جانا چاہئے - اسلئے مجھے امید ہے کہ حکومت اسکو محسوس کریگی اور آئندہ سشن میں ایسا بل لائیگی جس سے عوامی خزانے کا یہ بوجھ کم ہوجائے اس رزولیوشن سے متعلق اوس طرف کے چند آنریبل ممبرس نے یہ کہا کہ اسکے چند اجزا سے اتفاق نہیں ہے - اگر ایسا ہے تو اس پر اسنڈمنٹس لائے جاسکتے تھے لیکن نہیں لائے موجودہ حالات میں اسکے اندر کیا لکھا گیا ہے - یہی کہ اتنے سالوں سے جو معاوضہ پاتے آرہے ہیں اور جنہیں چار کروڑ کے قریب رقم پہنچ چکی ہے وہی کافی ہے مزید دینے کی ضرورت نہیں ہے - البتہ ایسے لوگوں کو جو چھوٹے جاگیردار ہیں یا بیوائیں ہیں ری ہیبلیٹیشن کے طور پر کچھ گزارہ دیا جاسکتا ہے - اسلئے میں نہیں سمجھتا کہ اس رزولیوشن کے پاس کرنے میں کوئی امر مانع ہے - اسکے علاوہ یہ ایک رزولیوشن ہے کوئی لیجسلیشن نہیں ہے جسکے لفظی ہیر پھیر پر غور کریں - رزولیوشن پر اصولا غور کیا جاتا ہے - من و عن اسکے الفاظ پر غور کرنا ضروری نہیں ہے - کوئی اسنڈمنٹ بھی اسطرف سے نہیں آیا ہے اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ رزولیوشن جیسا ہے وہ ٹھیک ہے اسلئے اسکی تائید میں آنریبل ممبرس بلا ہچکچاہٹ اپنے ووٹ دینگے -

श्री. नागोराव विश्वनाथराव पाठक (सिल्लोड)

अध्यक्ष महोदय, आज असेंब्लीमध्ये आपल्या समोर, जागीरदारांना जो मावेजा दिला जातो तो दिला जाऊ नये या बद्दल ठराव आहे. वास्तविक पाहता तात्त्विक दृष्टीने या ठरावाला तिकडच्या किंवा अिकडच्या बाजूचाहि विरोध नाहीं . आणि मला गव्हर्नमेंटला असेहि सांगावयाचे आहे कीं त्यांनी या ठरावाचे बारकाअिने परिक्षण करून हा जो जागीरदारांना मावेजा दिला जातो तो लौकरांत लौकर बंद करणे अत्यंत आवश्यक आहे. सरकारने या १४०० जागिरदारांना १८ करोड रुपये मावेजा देण्याचे ठरविले आहे. मला यांच्या पूर्वेतिहासांत जावयाचे नाहीं. पण अेक गोष्ट मात्र आहे कीं जो भाग जागिरदारी जिलाख्यांत होता, तेथे १५, १६ रुपये अेकरी शेतसारा होता, आणि आताहि ते दर काहीं ठिकाणीं अस्तित्वांत आहेत. यांत सुधारणा होणे अत्यंत आवश्यक आहे. तसेच या जागिरदारानी पूर्वी आपल्या अमदानींत लाखो रुपये प्रजेकडून नजराणे म्हणून घेतले होते. त्या लोकानी आता आपल्या जवळ लाखों रुपयाच्या अिस्टेटी जमवून ठेवल्या आहेत. सरकारने या जागिरदारांशी जे कांहीं करारमदार केले आहेत ते आम्ही पाळले पाहिजेत. परंतु ते पाळतांना हे देखील पाहिले पाहिजे कीं ते कितपत न्याय्य आहेत.

आज आम्हाला पंचवार्षिक योजना पूर्ण करण्यास पैशाची आवश्यकता आहे, आणि कोणतीहि गोष्ट सरकार पुढे ठेवली की सरकार म्हणते "काय करावे पैशाची टंचाअी आहे म्हणून हे काम हातीं घेता येत नाहीं." म्हणून या लोकांचा जो मावेजाना दिला जातो तो अगोदर बंद करणे अत्यंत आवश्यक आहे. आम्ही त्यांच्याशीं करारमदार केले ते पूर्ण करणे अत्यंत आवश्यक आहे, पण आपण हे ही पाहिलें पाहिजे कीं आपण जनतेशी काय करार मदार केले होते. मला वाटते जनतेचे करारमदार अगोदर पाळणे योग्य होअील. आपण जनतेला शेकडो आश्वासनें दिलीं आहेत आणि कांग्रेसच्या प्लॅटफॉर्मं वरून सांगितले आहे कीं आम्ही प्रथम जागिरदाऱ्या बंद करूं . आम्ही जागिरदाऱ्या तर बंद केल्या, पण त्यांना दरवर्षी लाखो रूपये मावेजाना म्हणून दिले जात आहेत- कांहीं गरीब जागिरदार असतील, त्यांना अवश्य मावेजा द्यावा. पण त्यांच्या पैकी कांहीं असे आहेत कीं ज्यांनी कोटयावधी रुपयाच्या अिस्टेटी बनवल्या आहेत, त्यांना हा मावेजा देता कामा नये. मी कायद्याचा अभ्यास केला नाहीं. पण घटनच्या दृष्टीनेही त्यांचा मावेजाना बंद करणे नियमबाह्य होणार नाहीं असे मला वाटते. आमचे आजचे माननीय मिनिस्टर जे आज कांग्रेसचे अध्यक्षही आहेत त्यांनी हा विचार करणे अत्यंत आवश्यक आहे. आम्ही जनतेला आश्वासने दिली होतीं कीं जागिरदाऱ्या बंद करूं. म्हणून आपण या अैतखाअू लोकांना बसल्या बसल्या जे कोट्यावधी रुपये देत आहोत ते अगोदर बंद करणे जरूर आहे. कांहीं म्हातारे सभासद म्हणतील कीं हे लोक तरूण आहेत, यांचें रक्त नवजावन आहे, म्हणून ते भावनेच्या भरांत अशा गोष्टी करतात. परंतु त्यांनी हे पहावे कीं आज या लोकांना मावेजा देणे किती संयुक्तिक आहे.

या जागिरदारांचा जेथे अम्मल होता त्या ठिकाणीं त्यांनी शाळा काढल्या नाहींत, दवाखाने काढले नाहींत, किंवा कोणतेही लोकोपयोगी काम केले नाहीं. फक्त आलेले पैसे आपल्या अेशआरामात घालवले, आणि आतां तो भाग आमच्याकडे आल्यावर आम्हाला त्यावर जास्त खर्च

करावा लागन आहे. कोणी म्हणतील जरा विश्वव्यापक दृष्टी ठेवा आणि यांना दिला जाणारा मावेजा बंद करू नका. त्यांना मला विचारावयाचे आहे की जेव्हां या लोकांच्या हातीं शासन होते तेव्हा यानीं किती विश्वव्यापक दृष्टी ठेवली होती ? म्हणून माझे असे मत आहे कीं या लोकांना अेक पैसाही मावेजाना देऊ नये. हे बंद केले नाहीं तर आम्ही पंचवार्षिक योजने करितां पैसे कोठुन आणणार ? आता पंचवार्षिक योजने करितां आमच्या जवळ पैसे नाहींत हीं गोष्ट लोक अैकणार नाहीत या गोष्टी कडे लक्ष ठेवून या जागिरदारांच्या मावेजाना जितक्या लौकर बंद करता येअील तितक्या लौकर बंद करावा अशी विनंती करून मी आपले भाषण संपविनो.

* شری رنگ راؤ دیشمکھ (گنگا کھیڑ) مسٹر اسپیکر سر - ایوان کے سامنے جو نان آفیشل رزولیوشن زیر بحث ھے اوس کے بارے میں بہت سارے آنریبل ممبرس نے روشنی ڈالی ھے - میں اوس بارے میں مزید کچھ کہنا نہیں چاھتا - صرف ایک دو چیزیں عرض کرونگا - میں پوچھنا چاھتا ھوں کہ عوامی حکومت آنے کے بعد جو کام ھونے چاھئے تھے وہ کیوں نہیں ھوئے - ایکس جاگیرولیجس میں کسانوں سے جومالگزاری لیجارھی ھے وھی آج تک لی جا رھی ھے - جاگیرداروں کو جو معاوضہ دیا جا رھا ھے اوسی لحاظ سے دیا جارھا ھے - حالانکہ وہ دیوانی کے علاقے سے بہت زیادہ وصول کرتے تھے - عوام کی مانگ یہ ھے کہ جو معاوضہ دیا جا رھا ھے وہ نہ دیا جائے - ھمیں امید تھی کہ کانگریس حکومت آنے کے بعد (جنہوں نے وعدہ کیا تھا کہ جاگیرداری نظام کو ختم کودیں گے) ھمارے توقعات پورے ھوں گے لیکن اب تک وہ توقعات پورے نہیں ھوئے اس طرح کیاش گرانٹس کے بارے میں جو بل آنریبل ممبر ریوینیو نے انٹروڈیوس (Introduce) کیا ھے وہ دو تین روز میں منظور ھو جائیگا - ھمیں امید تھی کہ جو معاوضہ جاگیرداروں اور معاشداروں کو دیا جا رھا ھے وہ بند کیا جائیگا لیکن بل میں پراویژن (Provision) رکھا گیا ھے کہ ۱۸ کروڑ کا معاوضہ جاگیرداروں کو دیا جائیگا اور (٦) لائیمس کا پراویژن منصبداروں کے لئے رکھا گیا ھے اس طرح ان معاشداروں کو جو دس لاکھ کا معاوضہ دیا جا رھا ھے اس کے (٦) لائمس کے لحاظ سے (٦٠) لاکھ روپیہ ھوں گے گویا ھر سال پانچ لاکھ روپیہ کے حساب سے آپ انہیں دینگے - آپ کہتے ھیں کہ ھمیں اون کو دستور کے لحاظ سے معاوضہ دینا چاھئے دستور کے آرٹیکل (۳۱) اے میں یہ نہیں بتایا گیا ھیکہ کتنا معاوضہ دینا چاھئے - معاوضہ دینا چاھئے یہ آپ کے اختیار کی بات ھے - لیکن اس کے باوجود آپ چھ گونا آٹھ گونا من مانے معاوضہ دے رھے ھیں - آپ اس میں کمی کرسکتے ھیں - اور اوس کو نیشن بلڈنگ کے کاموں اور فائیو ایر پلان کی تکمیل کے سلسلہ میں استعمال کی خاطر کم کرسکتے ھیں - لیکن اس کو نظر انداز کرتے ھوئے آپ من مانے معاوضہ دے رھے ھیں - وہ آج کے زمانہ کے لحاظ سے اور آج کے جمھوری دور کے لحاظ سے ایک کلنک ھے - گورنمنٹ اکٹیویٹیز رپورٹ (Government activities Report) میں بتایا گیا ھیکہ حیدرآباد کے ساڑھے بائیس ھزار مواضعات کے منجملہ ½ مواضعات ایکس جاگیر ولیجس ھیں - ان جاگیری علاقوں میں جو مالگزاری لی جاتی ھے وہ پانچ چھ چھ

روپیہ ہے - جیسا کہ آنریبل ممبر شری کے - اننت ریڈی نے کہا بعض مقامات پر تو فی یکر ۱۰-۱۰-۱۲-۱۲ روپیہ آج بھی عوامی حکومت کے زمانے میں لئے جارہے ہیں یہ قانوناً نا انصافی ہے - ایک ہی جگہ ایک بازو کی زمین کے لے دیڑ دو روپیہ مالگزاری لی جاتی ہے اور دوسرے بازو کی زمین کے لئے زیادہ لی جاتی ہے - میں بربھنی کی مثال دیتا ہوں - پاتھری میں دیڑ دو روپیہ مالگزاری لی جاتی ہے لیکن گنگاوتی میں جہاں سون پیٹھ جاگیر وغیرہ اور صرف خاص کا مکسچر ہے - وہاں اور تعلقہ پالم میں زیادہ مالگزاری لی جاتی ہے - وہاں (۱۸۰) یا دیڑہ سو مواضعات ایسے ہیں جہاں پانچ پانچ اور چھ چھ روپیہ کے حساب سے مالگزاری لی جاتی ہے - اسٹیٹ کے ⅓ ولیجس میں زیادہ مالگزاری لی جارہی ہے کیا یہ مالگزاری ان جاگیرداروں اور زمینداروں کو معاوضہ دینے کے لئے اب تک لی جارہی ہے - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں - رپورٹ میں بتایا گیا ہیکہ ان ⅓ ولیجس کے منجملہ جن کی تعداد سات ہزار ہے صرف ایک ہزار مواضعات کا سٹلمنٹ ہوا ہے - وہاں دیوانی کے مطابق دھارے لئے جارہے ہیں جاگیری علاقے میں مالگزاری زیادہ وصول کی جارہی ہے - اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سات سو یا آٹھ سو مواضعات ایسے ہیں جس میں پچیس فیصد دھارے کی کمی کی گئی ہے - آپکا ڈپارٹمنٹ کیا کام کررہا ہے کتنی جلدی سے کام کررہا ہے یہ اوس کا ثبوت ہے - میں اس طرف توجہ دلا کر اوس حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو جاگیرداری ختم کرنے کا دعوی کرتی ہے کہ کسانوں سے اب تک بھی جاگیری نظام کے لحاظ سے کیوں مالگزاری وصول کی جارہی ہے - اس لئے ہم کیوں نہ کہیں کہ یہ حکومت جاگیری اور زمینداری نظام پر چل رہی ہے - اور اون ہی لوگوں کو سپورٹ (Support) دینا چاہتی ہے - میرا کہنا یہ ہے کہ آپ جو معاوضہ دے رہے ہیں وہ بہت زیادہ دے رہے ہیں اوسکو کم کیا جائے آپ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بجٹ ڈیفیسٹ (Deficit) ہے ریوینیو میں کمی ہوگئی ہے - بجٹ میں خسارہ ہوگیا ہے اس کو دور کرنے کے لئے آپ جاگیرداروں کے معاوضہ میں کمی کرسکتے ہیں آپ کو اوس کا پراویژن ملیگا - جہاں کسانوں سے زیادہ مالگزاری وصول کی جارہی ہے اوسکو آپ دیوانی کے مطابق کرسکتے ہیں - یا نہیں تو فوراً ۲۰ فیصد ریلیف دی جانی چاہیئے - اگر اس کے بارے میں کوئی کام نہیں کیا جائیگا تو اس کے بارے میں حکومت پر میں الزام ہوگا - جیسا کہ آنریبل ممبر فرام پر تور نے فرمایا سال دو سال پہلے آنریبل منسٹر نے پربھنی ضلع کے تعلقہ پرتور گنگا کھیڑ - بسمت کے علاقہ شیرشاہپور میں ۲۰ فیصد ریلیف دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اس کے باوجود کوئی کارروائی نہیں کی گئی - گو آنریبل منسٹر ریوینیو یہ کہینگے کہ تحصیلی کو لکھینگے کلکٹر کو لکھینگے لیکن آپکا یہ اقدام کب ہوگا جبکہ پوری مالگزاری وصول کی جائیگی - آپ کے کارندے اتنے افیشنٹ نہیں ہیں کہ وقت پر کام کرسکیں - آنریبل منسٹر نے حکم دیا کہ ۲۰ پرسنٹ ریلیف دی جائے لیکن وہ احکام پہنچنے تک بھی پوری مالگزاری وصول ہوجاتی ہے - اسی طرح گزشتہ تین سال

سے کسانوں سے نا انصاف کیساتھ مالگزاری وصول کی جارہی ہے۔۔وہ فوراً بندکی جائے اور دیوانی کے مطابق مالگزاری کا دھارہ مقرر کیا جائے۔یہی اسٹیٹ کے $\frac{1}{2}$ ولیجس کے کسانوں کا مطالبہ ہے۔ میں آخر میں یہی کہوں گا،کہ جو ریزولیوشن آیا ہے وہ بہت ہی مناسب ہے۔ جاگیرداروں کو معاوضہ دینے کےمتعلق میں سپورٹ کرتے ہوئے ہاؤز سے اپیل کروں گا اور ٹریژری بنچس سے اپیل کروں گا کہ آپ اس پر سوچئیے آپ اس کےمتعلق قانون بنائے یا پہلے کےقانون میں اسنڈمنٹ لاکر اس کوکامیاب بنانے کی کوشش کیجئیے۔ اون کے معاوضہ کا جو تعین کیا گیا ہے وہ اوس مالگزاری کے بیس پر تھا جوکہ جاگیرداروں نے اپنے اپنے علاقہ میں بڑھاکر لگائی تھی۔ایسے معاوضہ کو دلانا موجودہ دور کے لحاظ سے اور ڈیموکریسی کے پرنسپل کے لحاظ سے خلاف ہے۔ اس کا لیول دیوانی دھاروں پر لایا جائے اور اوس کے لحاظ سے مالگزاری کا تعین کیا جائے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ اس معاوضہ کو فوراً بندکردیا جائے۔کیونکہ اون لوگوں کے دیوانی کے مقابلہ میں اپنے اپنے جاگیروں میں زیادہ دھارے قائم کرکے کافی روپیہ پیدا کرلیا ہے۔اوس کواب دیوانی کی سطح پر لاکرکافی روپیہ بچایاجاسکتا ہے۔آخرمیں میں کہوں گا کہ جاگیری علاقہ کی مالگزاری بہت زیادہ ہے۔ عوام پچھلے دیڑھ دوسال سے پریشان ہیں فصلیں تباہ ہوگئی ہیں وہ زیادہ مالگزاری ادا نہیں کرسکتے ۔ خاص کر مرھٹواڑی کے بعض علاقے قحط زدہ ہوگئے ہیں۔ وہ زیادہ مالگزاری نہیں دے سکتے۔ تحصیلدار۔ ڈپٹی کلکٹر اور کلکٹر اون سے یہ مالگزاری سختی سے وصول کررہے ہیں اون کی جائداد کی ضبطی کے احکامات دئے جارہے ہیں اون کے ٹین اور بیل وغیرہ ضبط کئے جارہے ہیں۔ اس لئے میں ریوینیو منسٹر سے اپیل کروں گا کہ اس بارے میں سوچ بچار کرکے ایک اچھا قانون لاکر کمپنسیشن کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

شری اندانپا۔(کشٹگی) ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ اس ریزیولیشن کی تائید کرتے ہوئے میں مختصرعرض کروں گا۔ اس جمہوری دور میں جاگیردارانہ سسٹم کو ختم ہونا چاہئیے۔آپ نے برائے نام جاگیرداری ختم کرنے کا اعلان کیا ہے اوس کا پوری طرح ختم ہونا چاہئیے۔ اور اون کو معاوضہ دینے کی وجہ سے عوام پر بار پڑرہا ہے۔اس نقطہ نظر سے جاگیرداری سسٹم ختم ہونا چاہئیے کہ خزانہ متاثر نہ ہو اس معاملہ میں عام طورپر معزز اراکین اسمبلی نے کافی روشنی ڈالی ہے مگر بالخصوص اکس منسٹر آنریبل شری دیوی سنگھ چوہان نے بہت مدلل دلائل کے ساتھ بہت ہی اصولی طور پر دیگر صوبائی مثالیں دیکر کافی زحمت کے ساتھ اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اوس کی میں تائید کرتا ہوں اور اون کا بہت مشکور ہوں۔ عوامی حکومت کے قیام کے بعد جاگیری آراضی اور دیوانی کے دھاروں میں فرق نہیں ہونا چاہئیے ۔ یہ دونوں علاقے متصل واقع ہوتے ہیں دونوں کی مالگزاری وصول کرتے وقت کئی گونا اضافہ ہوکر تناسب قائم نہیں رہتا۔ بعض وقت ۲۰۰ - ۳۰۰ - ۱۰۰۰ - ۱۵۰۰ گونا اضافہ بھی جاگیری علاقہ میں زرمالگزاری وصول کی جاتی ہے۔ ہماری رائے میں ہر چیز عوامی حکومت کے لئے ایک عیب ہے۔ اس میں حتی الامکان مساوات اور توازن قائم کرنا عوامی حکومت کا ایک

کارنامہ نیک ثابت ہوگا۔ نہایت سائنٹیفیک اصولوں کےساتھ آنریبل اکس منسٹر نے واضح کیا ہےکثیر تعداد میں جوچھوٹے چھوٹے جاگیردارہیں اون کومتاثر ہونے کا موقع نہیں رکھا گیا ہے ۔ ایسے جاگیردار جو شخصی دور میں انعامات جاگیر وغیرہ لئے ہیں اونکی یہ جاگیریں کسی صلہ کے طور پر دی گئی تھیں یا کسی اور طور پر حاصل ہوئی تھیں عام طور پر سب لوگ جانتے ہیں ۔ اسکی وضاحت باعث طوالت اور وقت گزاری ہے ۔ اوس دور میں عیاشی کی خاطر یہ جاگیرات حاصل کئے گئے تھے ۔ اور انہوں نے عیاشی ہی میں اپنی زندگی گزاری ۔ اون کی جاگیریں عیاشی ہی میں صرف ہوئی ہیں ۔ اب بھی کثیرتعداد میں اون کو جو معاوضہ دیا جارہا ہے وہ غلط ہے ۔ دیگر صوبائی مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس (۱۸) کروڑ کےمعاوضہ کو سات آٹھ کروڑ تک گھٹا یا جاسکتا ہے ۔ جاگیرابالشن کرنے کا مقصد اشا ستریہ نہیں ہے۔ جاگیرداروں کو جو کمپنزیشن دیا جاتا ہے اوس کے منجملہ بڑے بڑے جاگیرداروں کو واجبی کمپنزیشن دیکر چھوٹے جاگیرداروں کی رکھشا کرنے کی ضرورت ہے اس چیز کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنریبل اکس منسٹر (Ex-Minister)نے وضاحتی رپورٹ پیش کی ہے ۔ اس چیز کو اسمبلی تسلیم کرلے تو باعث انصاف اور خوشی ہے ۔ چونکہ اس کے پہلے قانون بن چکا ہےمگر اب بھی عوامی حکومت چاہےتو عوام کے اوپر جو بار پڑرہا ہے اور جو نا قابل برداشت مصیبت آرہی ہےاوس کو عوامی خوشی کی خاطر دور کرسکتی ہے ۔ اس میں دستور کی آڑ نہیں لینا چاہیئے ۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ پورا ہاوز آنریبل اکس منسٹر کی پوری رپورٹ کو اتفاق رائے سے منظور کرلے تو مناسب ہے ۔

شری بھجنگ راؤ (جنتور) ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ ایوان میں جاگیرداروں کو معاوضہ نہ دینے کے متعلق جو قرار داد پیش ہوئی ہے اوس کی میں تائید کرتے ہوئے اپنے خیالات ظاہر کرنا چاہتا ہوں ۔ جاگیرداروں کو معاوضہ دینے کے متعلق اس اسٹیٹ میں جو قانون منظور ہوا تھا وہ اوس زمانے میں منظور ہوا تھا جبکہ حیدر آباد اسٹیٹ میں عوامی حکومت وجود میں نہیں آئی تھی ۔ اس قانون کا جو برا نتیجہ ہوگا وہ ہم کو اور ہمارے بعد ہماری آئندہ پشت کو برداشت کرنا پڑیگا ۔ اس کے بارے میں ہم کو دستور سے اور قانون سے ہر طرح اختیار حاصل ہے کہ اس قانون پر ہم مکرر غور کریں ۔ اور قانون میں ترمیم جس صورت سے بھی ہوسکے کرنے کے لئے تیار ہوجائیں ۔ آنریبل محرک نے اس قرارداد کو پیش کرتے ہوئے موجودہ حکومت کو ایک امتحان کا موقع دیا ہے ۔ یہ موجودہ حکومت کے امتحان کا وقت ہے ۔ اگر واقعی یہ حکومت عوامی حکومت کی دعوے دار ہے تو عوام کے جو خیالات ہیں عوام کا جو منشا اور مقصد ہے اور جو کہ اس ہاوز میں ظاہر کیا گیا ہے اوس کا لحاظ کرتے ہوئے پرزور طریقہ پر اس قرارداد کو پاس کریں اورعنقریب میں کوئی بل اس سلسلہ میں لائیں ۔ دستور کا جو حیلہ اس وقت ہمارے سامنے اور جو اس کے قبل بھی کہا گیا ہے وہ ہم کو معلوم تھا کہ موجودہ حکومت کے وزرا وہی حیلہ ہمارے

سامنے رکھینگے کہ دستور آڑ آرہا ہے - ہم مجبور ہیں - مگر اوس جانب و [illegible] سبھی
معزز ارکان نے اس مسئلہ پر بہت کافی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے کہ دستور کے [illegible]
اس قانون کی ترمیم کرسکتے ہیں - میں اس معاوضہ کو سنگین نہیں سمجھتا ہوں [illegible]
وجوہات اس سے پہلے بھی بعض ممبروں نے هاوز کے سامنے رکھی ہے - وہ بہت صحیح
ہے - یہ امر مسلمہ ہے کہ جاگیرات میں بلحاظ خالصہ اراضیات کے [illegible] بہت بڑھے
ہوئے تھے - اوران ہی سنگین دھارے حات کے لحاظ سے معاوضہ کا قرارداد [illegible] سے رعایا
کے حق میں بڑی ناانصافی ہوئی اور اگر اس ناانصافی پر اسٹیٹ کی اسمبلی میں غور نہ کیا
جائے تو پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ اسمبلی عوام کے حقوق کی حفاظت کرنے والی
اسمبلی ہے - میں اسکے سوائے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آنریبل ممبر (مجھے
کانسٹیٹیونسی یاد نہیں ہے اکس منسٹر چوھان صاحب) نے اوس جانب سے اور اس جانب
سے راج ریڈی صاحب نے دستور کے جو جو حوالے دئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں - اور
یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسپر محض حیدرآباد اسٹیٹ ہی میں نہیں بلکہ پورے بھارت میں
کافی اختلاف رائے ہے - اس مسئلہ پر خود کانگریس میں اختلاف ہے کہ معاوضہ کیوں دیا
جائے - اگر دیا جائے تو کسطرح دیا جائے مگر اس مسئلہ پر میرا یہ خیال ہے کہ جن
لوگوں نے ملک کی آزادی کیلئے اور اسکی بھلائی کیلئے اپنی جان کی بازی لگادی انکے لئے
توکوئی صلہ نہیں اور جنھوں نے غداری کی انہیں معاوضہ دیا جارہا ہے جو دستور کے لحاظ
سے بھی صحیح نہیں ہوسکتا - پنچ سالہ منصوبہ کیلئے تو کہا جاتا ہے کہ روپیہ کی کمی
ہے لیکن ان مفت خوروں کو جنھوں نے ملک کیلئے کچھ نہیں کیا بلکہ وقتاً فوقتاً ملک کے
عوام کو کچلتے رہے لاکھوں کڑوڑوں روپیہ دیرہے ہیں جو انصاف پر مبنی نہیں ہوسکتا -
میں زیادہ کہتے ہوئے هاوز کا وقت لینا نہیں چاہتا - لیکن مجھے خوشی ہے کہ اس مسئلہ
پر اوس جانب اور اس جانب کے معزز اراکین ایک ہی نقطہ نظر رکھتے ہیں اسلئے میں
اپیل کرونگا کہ اس رزولیوشن کو پاس کیا جائے -

**Shri V. B. Raju* (Secunderabad-General) : Mr. Speaker Sir, The question whether the jagir abolition and the determination of payment of compensation to Jagirdars is an administrative reform or an economic reform has to be ascertained at least today, though we had not given due consideration to this in the past. In my opinion, it has resulted only as an administrative reform. The integration of Hyderabad State with the Union of India is a political reform, and the integration of jagirs is only an administrative reform. But we have to go a step further to achieve our ends, our cherished ends; that is the redistribution of wealth for maintaining a minimum standard of living for the population of the State.

It is not a new subject which we are discussing today. The Congress Organization, as a political party, was the earliest to

give a lead in the matter of liquidation of these parasites. The princes, the jagirdars, the inamdars, the watandars, the mansabdars—all these are of one single class, though differently named—have been sitting on the tiny or weak shoulders of the tax-payer and have been completely suppressing not only the physical strength but also the moral and the social values that people had. This class, because of certain rights having accrued to them, in their opinion, have tried to assert themselves socially also and thus brought about a degeneration in the society at large. It was not merely for taking over the administration of five million people in the State that we went ahead to liquidate these jagirs, but it was to liquidate this class, lock, stock and barrel. It is not sufficient if the burden of 5 million people is carried by 18 millions. We had gone to assist our fellow-beings in the Jagir areas. But the Jagirdar continues to enjoy without any responsibility ; he does not hold any responsibility to administer to the better needs of the people ; he need not take the trouble of collecting the revenue or tax ; he can sit at home, send a signed statement, and can get the money from the Jagir Administration Office, and can invest that money for purposes, which may not be desirable. I happened to come across the activities of certain Jagirdars whose monies were diverted for promoting film industry or making more trips to Switzerland or for the consumption of more whisky, because it is a money not earned ; it is a money thrown into their pockets and the problem for them is how to expend it. I am afraid if this class is allowed to continue like this, it may corrupt our very politics. I am afraid in the next general elections, this class will come out as a powerful force and the present percentage that is maintained in this House of representation of lower middle class and the working class may not be there. I am very proud of this House for its content. Whatever political views we may hold on this side or that side, if we try to analyse and study the content of this Assembly, we find that more than 75% represent the lower middle class and the working class, if we take the history of every hon. Member here. I am not sure of the same content in the next general elections. I do not want that this Jagirdar class should use their positions and money for upsetting the balance in the next elections. And this class, I am afraid,–and this is my very respectful warning to my leaders–has infiltrated into my organisation ; they have entered through the backdoor. We are not prepared to see our organisation, the Congress, to be a representative of, or

an instrument for, continuing these relics. I do not want the fair name of the Congress to be eradicated by the entry of these elements. I am very much worried about the continued existence of the class as a whole; it is intact. Not only the compensation that they get, but the private property, the jewellery and the ill-gotten wealth that they hold, all these are going to be a potential danger.

I would like to ask: Is it proper on our part to submit deficit budgets? I am prepared for deficit budgets if the money is diverted for ameliorative purposes. If there is a deficit budget. instead of cutting the expenditure on ameliorative departments, why should we not cut the expenditure on jagir administration or in the Jagir commutation amounts? I am not going into the legal aspect of it, because many hon. Friends have thrown sufficient light on it, and I shall here only mention what the Banerjee Commission had stated on this question:

"It has also been established in several laws and precedants that whatever their historical origin, the Samsthans and jagirs have always been regarded as a property of the ruler and not of Jagirdars or Samsthan-holders. In this regard there is a great difference between the Zamindars in British India and the Jagirdars of Hyderabad. The property rights reside in the Zamindar in British India; in Hyderabad, the Jagirdar does not seem to have any right to the soil".

If we justify paying compensation out of equity, justice etc., I think the British East India Company also deserves some compensation. They were once Jagirdars in India.

Shri L. N. Reddy: And even the British imperialists.

Shri V. B. Raju: But they had the big name 'imperialists' Secondly, we may recall the transaction between the Berars and Hyderabad State; we were getting a sum of Rs. 25 lakhs. That is, the Nizam of Hyderabd was a big Jagirdar. But we do not know what we are being given by the Govt. of India in respect of Berar. What I would say is that though the circumstances and the situations are chaging as the Brahmaputra River changes its course and changes the nature of the soil, this big political tide of 1947 and 1948, which is more powerful than the waters of the Brahmaputra, has not been able to remove the small pebbles. That is what I am worried.

about and are we destined to work hard, sweat, and pay an amount of Rs. 114 lakhs every year, which continues to be there for the next 10, 15 or 20 years? From where are we going to pay this amount?

Even with regard to Sarf-e-Khas we had not done justice to our people. As a matter of fact, Sarf-e-Khas was given in lieu of cash payment, but the democratic elements were not effective in those days and the Nizam continued to receive cash payment as well as collection of revenue from Sarf-e-khas. Even though Rs. 25 lakhs has been foregone by the Nizam, in respect of Sarf-e-khas, in my opinion the remaining amount is also need not be paid, because the Privy Purse is there.

57 Jagirdars get Rs. 8.8 crores out of Rs. 17.71 crores. The total number of jagirdars as shown is 1464. Out of this big number, a small number of 57 jagirdars get half the amount and the remaining 1400 and odd get the other half. 1400 people get Rs. 8 crores and only 57 people get the remaining amount, *i.e.* the other half. I hope the hon. Members on the other side also had in mind these 57 jagirdars who get half the amount. They are not very much worried about the other small fry, because these people are not fit even for doing a clerical job in office; they have been brought up in such a manner that they have been made useless for the society and it takes sometime for them to adjust themselves. We do sympathise not only with them but with their dependants also. We have got a human outlook. But there cannot be any excuse for or sympathy with these 57 big jagirdars and even what we have paid to them till now is not justified. Some thing must be done in this respect. There may be some arguments that it may be affecting the policies of the present ruling party. It might be argued that as we were committed to pay these amounts to them, it should be continued.

It might have been allright in 1950; it might have been all right in 1951. But if my hon. Friends would care to go through the deficit budgets or deficit financing by the centre this year, they will surely agree with me that we can not delay or that we cannot afford to pay a single pie from this moment. 250 crores of rupees deficit financing! And where are we going to get and how are we going to reimburse? What are the other sources or what are the new avenues for enhancing tax revenue? The only source that appears to everybody is enhancement in land revenue.

I had mentioned in my speech on budget that if we do not tax now we might be missing the bus and we might not be able to implement the plan. What I meant actually at that time was that when the prices are high there is possibility for getting some revenue but when the prices go down it will be more difficult for us to realise. There also I mentioned that we have to see new avenues, the new avenues being the taxing of the industrial manufacture. But where is the money for promotion of Industries and where is the money for expanding the industries ? Time and again, we have heard from the hon. Minister for Industries that we do not have sufficient finances to rehabilitate the present industries. When we plead from all directions that we are short of finance, we will have to begin laying our hands on certain major items where from we can get certain sums. What is the use of reducing the house rent allownace ? What do we get from that ? What is the use of reducing the dearness allowance ? Those employees who receive dearness allowance and house rent allowance or proper remuneration do not save anything but again they put it in the market. So what these employees earn from our State revenues they again invest back into the State market, whereas these Jagirdars place orders for Buke Cars : they may not place orders for Hindusthan Standard and I am afraid their monies will go out of India too. So instead of touching the purse or instead of touching the emoluments of our poor employees, let us—though it may be unpleasant for sometime—touch the pockets of these big jagirdars. It has been estimated by the Congress Organization—AICC itself—that the realisation from the Jagir revenue is not sufficient to meet the expenditure that is to be incurred on these jagirs. As a matter of fact, the Jagir Administrator in our State has touched on this point. Opening of schools, dispensaries, construction of wells, village roads, provision for water-supply, drainage and sanitation, in these areas are some of the problems that are receiving immediate attention of the administration. This would also involve heavy financial liability on Government and the share in Jagir revenue being taken over provisionally by the Government would hardly suffice in due course to meet the increasing expenditure on all these dire needs of the people. It is admitted that what we receive from Jagirs as revenue is not sufficient to meet the expenditure that we have to incur. One thing is : on the negative side, we have to reduce heavy taxation ; on the positive side, we have to meet the administration and also we have to provide social and economic development there. So let us appoint an Expert Committee and ask that committee to go into this

problem and then allow this House to know whether Jagir integration is a favourable factor or an unfavourable one financially. It was necessary and also inevitable that the Jagir area people ought to be equal with the diwani people. So far it is good. But speaking from the financial point of view, it was not a successful proposition. That being the case, and when the basic income was worked out on the level of heavy taxation and when those areas, if they have been integrated with the diwani areas become less revenue-yielding the taxation being reduced, and also when in the next ten years there is no prospect of high price level being maintained and when there is a marked tendency in the fall in the realisation of revenue, taking such long-range commitment financially was not correct. But legal pundits might have said at that time that we have to provide compensation—due compensation and reasonable compensation and naturally whether popular Governments or not popular Governments, they will be always influenced by a certain administrative machinery and that steel framework it is difficult for anyone to escape from. That might have been the position. But gradually we have become wise and the popular element has begun to understand and it is having a grip over the situation. At this moment, the Government should be bold enough to go a bit further ; and I for one am not prepared to recommend or plead that the compensation that is being paid to jagirdars from A to Z should be completely abolished. It is no good taking such a drastic measure, but in respect of big jagirdars a very drastic cut to the extent of 75 per cent can be easily made. After all if 57 people for the moment starve--let us assume for the sake of argument--it does not matter much. Democracy is for the betterment of the majority. If the minority has got to sacrifice for that purpose, it is worthwhile. So when 57 people are to suffer or 57 families are to suffer for the sake of millions of people in the State, I think we need not give much consideration for that and it is not necessary for the hon. Members of the Opposition to doubt or suspect that the Members of the Congress Party are having a soft corner for those 57 people. And they need not·······

An hon. Member : Are you sure !

Shri V.B. Raju : If the hon. Members had been sure, they could have taken another method. By merely passing a resolution it might not bring about the result. After all,

it is recommendatory in its nature and the Government's point of view we have not heard as yet. I do not arrogate to myself to give the Government's view-point. The hon. Minister might give or might not give the Government's point of view. But when there has not been any difference of opinion on this matter-and really there is not any difference of opinion, instead of making it as a public controversy or instead of trying to just satisfy ourselves that we have said very harsh and hard about it, this ought to have been the approach: we could have sat together and we could have found ways and means how best we could convince those who do not see eye to eye with us. When two sections are provided as in the House—the Opposition and the Treasury Benches, there is an imaginary wall there dividing them two and the atmosphere in this House and the debate in this House, in my opinion, many a time would not bring about that fusion which we expect. So we could have tackled it in some other way. Apart from that, I would say that the members on the opposite side,—let them not have a wrong view of this side and I request that they will give some margin for us, since we have to—the Congress Party has to obtain from its own High Command what will be the best in the circumstances. I am not trying to put it as an excuse or I am not trying to take it as shelter but there are certain ways and means or there are certain approaches which would bring the result though late and though it may not be in the same manner as hon. Members of the Opposition think. This Jagir Abolition and payment of compensation is an all India affair. It is not confined to Hyderabad alone. That being the case, the matter may be considered at an All India level. I do not think that any amendment to the Constitution is necessary. Whatever amendment has been made is quite sufficient and within that amendment or within the changed section, there is ample scope to reduce drastically the compensation that we have been paying. It is a question of policy; it is a question of changing the present policy or deviating from the present policy. But whatever it may be it needs a wider consideration. That is what I want to emphasise. It is not that we do not like to do it or that we are prevented to do it but what we desire and the hon. Members on this side desire is that it must be considered from a wider point of view from an All India point of view. But we have got valid reasons and we have got pressing circumstances that we press our case to such an extent that we get the relief at the earliest.

About the jagir rights and jagir taxation one hon. Member stressed on that point. As a matter of fact, the resolution has been brought into the House for the reduction of jagir taxation. I think it is not relevant to the subject at the moment since this is only directed for the reduction of the commutation amount but not reduction in the revenue collection of the State. That must be tackled from a separate angle. That need not be mixed up with this.

In the end, I would plead that the Government would find ways and means or make such approaches that it will be possible to convince those whose advice the ruling party has been respecting and bring in a legislation at the earliest for reduction in the commutation amount particularly in the case of those 57 jagirdars. I do not want the public outside to misunderstand or the small jagirdars to misunderstand that the resolution is intended to deprive them of the small amount that they are getting.

With these few words I would once more request the hon. Members of the Opposition not to always bring in party lines of approach or try to give out a picture that the Congress members are intending to continue these old relics, while the opposition members alone are anxious to get rid of them.

شری گوپال راؤ - اس ریزولیشن پر کافی بحث هوچکی هے اب ڈسکشن کلوزکر کے آنریبل منسٹر اسکا جواب دیں تو مناسب هوگا -

श्री. देवीसिंग चौहान : मैं प्रपोज करता हूं कि यह अेक अहम रेजिोल्युशन है और अभी अिस पर काफी मेंबरों को बोलना है। अिस लिये अभी और डिसकशन का मौका दिया जाय तो अच्छा होगा।

شری گوپال راؤ- اس بارے میں میں رولنگ چاهتا هوں -

شری سری پدراؤ نواسی کر- جناب اسپیکر صاحب کلوژر کے موشن کا اصول یه هے که جب همارے سامنے اس سے زیاده اهمیت کا کوئی مسئله هو تو موجوده مسئله کے متعلق کلوژر کا موشن پیش کیا جاسکتا هے - اس سے زیاده اهمیت کا مسئله چونکه اب همارے سامنے نہیں هے اس لئے اور لوگوں کو بهی موقع دیا جانا مناسب هے یه اوس کا اصول هے

شری بی - ڈی - دیشمکھ - یه اصول آپ کے پاس هے -

شری سری پدراؤ نواسی کر- کلوژر کا موشن اوس وقت لایا جاتا هے جب که هاؤز میں کوئی دوسرا بزنس اس سے زیاده اهم هو اوس کے لئے موجوده مسئله کو ملتوی کیا جاتا

ہے ۔ ہمارے سامنے ایک بہت اہم ریزولیوشن پیش ہوا ہے جس پر مختلف اراکین اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے زیادہ اہم کوئی بزنس اس وقت نہیں ہے کہ اس کو ملتوی کرکے اوس کو لے لیا جائے ۔ اس لحاظ سے میں عرض کروں گا کہ یہ کلوزر موشن نہیں آسکتا ۔ اس جانب کے بھی آنریبل ممبرس کہنا چاہتے ہیں کیوں کہ جب راجو صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا اوس جانب کے دو تین آنریبل ممبرس بھی کھڑے ہوے تھے ۔ اس کے علاوہ ہماری جانب سے بھی بعض لوگ اپنی رائے ظاہر کرنا چاہتے ہیں ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ یہ کلوزر موشن نہیں آسکتا ۔

شری اے۔ راج ریڈی ۔ یہ کہنا کہ چونکہ اس کے بعد کوئی اور اہم ریزولیوشن نہیں ہے اس لئے اس پر ڈسکشن جاری رکھا جائے اس سے میں اتفاق نہیں کرسکتا ۔ اس کے بعد ایک اور ریزولیشن آرہا ہے جو بہت اہم ہے ۔ اس کے علاوہ کلوزر موشن اوس وقت آسکتا ہے جب کہ دونوں جانب سے کافی اراکین نے تقریریں کرلی ہوں ۔ چونکہ کافی اراکین نے تقریریں کی ہیں اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ سوائے وقت گزاری کے اور کیا ہوسکتا ہے ۔ اس ریزولیوشن پر متفقہ طور پر کافی بحث مباحث ہوچکے ہیں کوئی استدلال ایسا نہیں جو باقی رہا ہو ۔ یہ اسپیکر صاحب کا ڈسکریشن ہے (Discretion) کہ وہ اس موشن کا فارکلوزر کو منظور کریں ۔

श्री. देवीसिंग चौहान : जब काफी मेंबर्स बोलनेवाले हैं और बोलना चाहते हैं, तब यह कहना कि अब कोअी नया आरग्युमेंट (Argument) बाकी नहीं है, ठीक न होगा। मैं प्रार्थना करता हूं कि यह डिसकशन (Discussion) अभी बंद न किया जाय, जिस पर बहस करने का ज्यादा मौका दिया जाय।

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ یہ آرگیومنٹ (Argument) صحیح نہیں ہے کہ اس سے زیادہ اہم ریزولیوشن موجود ہے اس لئے اس کو کلوز کیا جائے ۔ جب آنریبل ممبرس اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں موقع ملنا چاہئے ۔

* شری مرلیدھر کامٹی کر (بھالکی) ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ اب تک اسمبلی میں جو مباحث ہوئے اس سے میرے دل پر یہ اثر ہو رہا تھا جو ریزولیوشن لایا گیا ہے اوس کے پیچھے کوئی بات ہے۔ کوئی اسپرٹ ہے۔ اوس مسئلہ کے متعلق جو حیدرآباد کے ہر شخص کے دل میں ہے اون لوگوں کے خیالات کی ترجمانی ہم کو اس اسمبلی میں اچھی طرح کرنا چاہئے ۔ لیکن ابھی میں نے دیکھا کہ آنریبل موور آف دی ریزولیوشن نے کلوزر موشن پیش کیا ۔ اس سے مجھے سخت صدمہ ہوا ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ آپ اصل ریزولیوشن پر تقریر کیجئے ۔

شری مرلیدھر کامٹی کر۔ میں انٹراڈکشن کرتا چل رہا ہوں ۔ اس سے مجھے سخت صدمہ ہوا ۔ اس لئے ہوا کہ کلوزر موشن پیش کرنے کا ایک ہی مقصد تھا ٹریژری بنچس

کے وہ آنریبل ممبرس جنھوں نے اپنے خیالات بے باکانہ طور پر ظاہر کئے ھیں اون کی پوزیشن آکورڈ (Position awkward) کی جائے ۔ اور اون کو اکسپلائیٹ کیا جائے اس کے سوا کوئی دوسرا مطلب نہیں تھا ۔

شری گوپال راؤ۔ پائنٹ آف آرڈ سر۔ یہ نیت پر حملہ کیا جا رہا ھے ۔ میرا مقصد ایسا نہیں تھا ۔ چونکہ کافی ڈسکشن ھوچکا تھا اس لئے میں نے وہ موشن پیش کیا تھا ۔ آنریبل ممبر کو غلط فہمی ھو رھی ھے۔

شری مرلیدھر کامٹی کر۔ آپ کہتے ھیں کہ آپ کی اچھا ایسی نہیں تھی ۔ مگر جو الفاظ کہے گے تھے وہ غلط فہمی پیدا کرنے والے ضرور تھے ۔ میں پھر بھی یہ کہونگا۔ اب میں اصل ریزولیوشن پر آتا ھوں ۔ اس میں شک نہیں کہ جتنی شدت سے آنریبل موور آف دی ریزولیوشن یہ محسوس کر رہے ھیں کہ جاگیرداروں کو جو معاوضہ دیا جاتا ھے وہ یکلخت بند کردیا جائے ہم بھی اتنی شدت سے محسوس کر رہے ھیں کہ ان جاگیرداروں کا معاوضہ بند کیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

شری بی ۔ ڈی ۔ دیشمکھ ۔ (بھوکردن ۔ عام) ۔ مگر عمل کرنا نہیں چاھتے ۔

شری مرلیدھر کامٹی کر ۔ ہم عمل بھی کرنا چاھتے ھیں۔ عملی اقدام کر رہے ھیں لیکن محض کہنے سے کچھ نہیں ھوتا ۔ ھمارا عمل عملی طور پر ھوگا ۔ آپ کا کہنا تو عمل کی حد تک نہیں پہنچتا ۔ یہ آپ کو بھی معلوم ھے ۔

اسپیکر سر۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ ہم بھی یہ چیز اتنی شدت سے محسوس کر رہے ھیں کہ پہلے کی حکومت نے جاگیرداروں کو معاوضہ دینے کا جو طے کیا تھا وہ وہ عوامی مالیہ پر بہت بڑا بار ھے ۔ تاریخی حالات کا جائزہ لیتے ھوے ہم یہ بھی محسوس کر رہے ھیں کہ جو رقم جاگیرداروں کو بطور معاوضہ دی جارھی ھے وہ بہت بڑی رقم ھے ۔

شری پنڈم واسدیو (گجویل) ۔ حکومت کی پالیسی منسٹر صاحب ظاہر کرسکتے ھیں ۔ ممبر کیسے ظاہر کرسکتے ھیں ۔

شری مرلیدھر کامٹی کر۔ میں حکومت کی پالیسی نہیں ظاہر کر رہا ھوں اپنے خیالات ظاہر کر رہا ھوں ۔

شری پنڈم واسدیو۔ یہ جو کہا جا رہا ھے کہ ہم معاوضہ ختم کر رہے ھیں ۔ وہ حکومت کی پالیسی ھے جس کو منسٹر صاحب ظاہر کر سکتے ھیں ۔

شری مرلیدھر کامٹی کر ۔ میں اپنی پارٹی کی جانب سے کہہ رہا ھوں ۔ حکومت کو جو جواب دینا ھوگا دیگی ۔ میں پارٹی کی طرف سے کہہ رہا ھوں ۔ آپ کو یہ جان کر بھی خوشی ھوگی کہ کانگریس لیجسلیچر پارٹی کی ایک سب کمیٹی بنائی گئی ھے جو اس معاملہ کی جانچ کرکے ایک بہترین رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کریگی ۔ آپ کو

یہ جان کر بھی خوشی ہوگی کہ ہم نے عملی طور پر کیا قدم بڑھایا ہے۔ ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ یہ معاوضہ ہمارے مالیہ پر ایک بہت بڑا بار ہے۔ جس طرح سے اسٹیٹسٹکس اسمبلی میں پیش کئے گئے ہیں اوس سے صاف ظاہر ہے کہ بہت بڑی رقم جاگیرداروں کو کو دی جا رہی ہے۔ جو بڑے جاگیردار جن کی تعداد (۵۷) ہے اون کو ۸ کروڑ معاوضہ دیا جا رہا ہے۔ اور (۷) ایسے جاگیردار ہیں جن کو تقریبا ۶ کروڑ روپیہ معاوضہ دیا جائے گا۔ گویا بڑے جاگیرداروں کو جن کے پاس اب بھی کافی روپیہ موجود ہے۔ کافی معاوضہ دیا جا رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ جب نواب ظہیر یار جنگ باہر جا رہے تھے تو اون کی تلاشی لینے پر ۱۲ لاکھ کا کمر بند اور جواہرات ملے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب بھی ایسے بڑے بڑے جاگیردار موجود ہیں جو اگر اپنے پاس کا ایک پتھر بازار میں فروخت کردیں تو اون کی زندگی خوشحالی سے گزر سکتی ہے۔ ایسے سینکڑوں پتھر اون کے خزانے میں موجود ہیں پھر بھی عوامی خزانہ سے اون کو پیسے دیئے جا رہے ہیں جو ہمارے مالیہ پر ایک بہت بڑا بار ہے حکومت کو اس پر بہت سنجیدگی سے سوچنا پڑیگا۔ اون کے بڑے بڑے بلڈنگس ہیں جن سے ہزاروں روپیہ کرایہ آتا ہے اون کے پاس کافی دولت ہے اتنی دولت ہے کہ اون کی سات پشتوں کی زندگی تک اچھی طرح سے بسر ہوسکتی ہے۔ اس لئے میں حکومت سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے۔ کم از کم اون جاگیرداروں کی حد تک نظر ثانی کرے جن کے پاس کافی سرمایہ جمع ہے۔ اور جو آرام سے پشت ہا پشت تک زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ میں یہ بھی غرض کروں گا کہ جن جاگیروں کو حکومت نے لیا ہے اون کو لیکر حکومت گھاٹے میں ہے۔ اون میں دوا خانے ہیں نہ مدرسے ہیں کسی قسم کا عوامی فائدہ کا کوئی کام انہوں نے نہیں کیا حکومت کو اون جاگیری رعایا پر پیسہ خرچ کرنے کی وجہ سے گھاٹا ہو رہا ہے۔ اون ہی جاگیرداروں کو کمپنزیشن دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اپنی رعایا پر زیادہ ٹیکس لگا کر اتنے دنوں تک روپیہ حاصل کیا ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ نہ صرف کمپنسیشن (Compensation) بند کیا جائے بلکہ اتنے دنوں تک انہوں نے جو روپیہ اس قسم کے ٹیکس سے وصول کیا ہے اوس کو بھی واپس لیا جائے۔ مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کئی جاگیردار ایسے بھی ہیں جن پر حکومت کا چھ سات لاکھ روپیہ قرضہ ہے۔ لیکن اپنی دولت کے زور سے انہوں نے ان امثلہ کو دبا دیا۔ وہ مثلیں باہر نہیں آرہی ہیں۔ اگر وہ مثلیں باہر آ جائیں تو اون کی جائداد ضبط کرکے وہ رقم وصول کی جا سکتی ہے۔ میں گورنمنٹ سے اپیل کرونگا کہ وہ اس امر کی جانچ کرے کہ اس امر میں کہاں تک سچائی ہے۔ وہ مثلیں کہاں ہیں۔ وہ مثلیں برآمد کرکے قرضہ وصول کیا جاسکتا ہے۔ میں حکومت سے یہ کہوں گا کہ یہ عوامی بجٹ پر ایک بار ہے بلکہ سفید ہاتھی کی طرح اون کو پالنا ہے۔ اس لئے حکومت اس پر غور کرے اور بڑے بڑے جاگیرداروں کی حد تک معاوضہ یک لخت بند کر دیا جائے۔

* شری سری پدراؤ نواسی کر - (اورنگ آباد) - مسٹر اسپیکر سر - جس ریزولیوشن پر معزز ایوان میں بحث ہو رہی ہے اوس کے چند الفاظ قابل ذکر ہیں جس کی بنا پر میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں - اس ریزولیوشن کی جو اسپرٹ ہے وہ یہ ہے کہ جاگیرداروں کو جو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ بند کردیا جائے - کیسے بند کیا جائے - بند کرنے کا کیا طریقہ ہونا چاہئے اور اوس کے لئے کیا قدم اٹھایا جاسکتا ہے یہ سوال اس مسئلہ کے تعلق سے بہت اہمیت کے ساتھ سامنے آجاتا ہے - ریزولیوشن کے الفاظ یہ ہیں کہ معاوضہ یک لخت بند کردیا جائے - یہ الفاظ قابل غور ہو جاتے ہیں - یہ کہا جارہا ہے کہ

"further compensation to the jagirdars be stopped forthwith".

یعنی جو کمپنسیشن دیا جاتا ہے فوراً بند کردیا جانا چاہئے - یہ جو الفاظ ہیں میں عرض کروں گا وہ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتے - اس کے ساتھ ساتھ ریزولیوشن کے دوسرے جزو میں یہ کہا گیا ہے کہ اس پر ہمدردانہ غور ہونا چاہئے اس کو آنریبل موور آف دی ریزولیوشن نے یہ الفاظ اوس میں رکھ کر تسلیم کرلیا ہے - وہ چاہتے ہیں کہ کمپنسیشن جو جاگیرداروں کو دیا جاتا ہے وہ بند کردیا جائے لیکن اوس کے ساتھ ساتھ ایسا بھی نہیں ہونا چاہئے کہ معاوضہ بند کردینے کی وجہ سے اون کے حالات خراب ہوجائیں جو لوگ سماج میں ایک زمانے سے چلے آ رہے تھے اور پشت ہا پشت سے آرام اور آسائش کی زندگی بسر کر رہے تھے اون کے لئے ایسے حالات پیدا نہ ہوجائیں جو اون کی خرابی کا باعث ہو - ہمدردی کے نقطہ نظر کو آنریبل موور نے بھی تسلیم کیا ہے - کیوں کہ دوسرے جزو میں وہ لکھتے ہیں کہ معاوضہ فوراً بند کردیا جائے اور اوس کے ساتھ ساتھ

"and provision in the shape of rehabilitation grant may be made for some period".

یہ بھی کہا گیا ہے - جہاں گورنمنٹ ایک مسئلہ کو ایک طریقہ سے حل کر رہی ہے اوس کی طرف آگے قدم بڑھا رہی ہے تو اوس مسئلہ کو دوسری نوعیت سے پیش کرنا صحیح نہیں ہوسکتا - ہم دیکھتے ہیں کہ سابقہ گورنمنٹ نے جس میں چار عوامی وزرأ بھی موجود تھے اون جاگیرات کے معاوضہ کے سلسلہ میں دو قوانین بنائے تھے - سنہ ۵۸ ف میں دی حیدرآباد ابا لیشن آف جاگیر ریگولیشن تھا - اور کمیوٹیشن دینے کے سلسلہ میں جو دوسرا قانون بنایا گیا تھا وہ سنہ ۵۹ ف میں بنایا گیا تھا جس کا نام دی حیدرآباد جاگیرس کمیوٹیشن ریگولیشن تھا -

جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اس مسئلہ کو کس طریقہ سے حل کرنا چاہئے - ہمدردانہ نقطہ نظر رزولیوشن سے بھی ظاہر ہورہا ہے اسکے تعلق سے میں عرض کرونگا کہ جو قوانین نافذ ہیں انکے لحاظ سے بھی ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ عوام کی

ٹریژری پر جو بار پڑرہا ہے اسکو کم کرنا چاہئے اس اصول کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن اس معاوضہ کو بند کرنے کے متعلق جو کہا جا رہا ہے گورنمنٹ اس سے متفق نہیں ہے ۔ اس رزولیوشن کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ جیسا کہ گورنمنٹ نے بھی بتلایا ہے تقریبا ۴۵ یا ۵۶ جاگیر دار ایسے ہیں جو معاوضہ کی کل رقم میں سے نصف رقم حاصل کررہے ہیں اور باقی جاگیر دار ایسے ہیں جو نصف رقم لے رہے ہیں ۔ ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کہ جو بڑے جاگیر دار نصف رقم اٹھالے رہے ہیں ان پر پابندی عائد کرنا چاہئے ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ جب ۱۳۵۸ف میں یہ رگولیشن بنایا گیا تو اس وقت بھی یہ چیز ہمارے سامنے تھی چنانچہ اس کے صفحہ ۳۱۰ پر یہ ہے کہ گورنمنٹ ان سے حق انتظام لیگی ۔ چونکہ گ رنمنٹ نے جاگیرات کا اڈمنسٹریشن اپنے ہاتھ میں لے لیا اسلئے اسکے اخراجات گورنمنٹ پرپڑے ۔ ان اخراجات کی پابجائی کے لئے گورنمنٹ نے ان جاگیر داروں پر جنکی آمدنی ۵ لاکھ سے زیادہ تھی ان پر تقریبا ۵۹ فیصد خرچ عاید کیا ہے ۔ اور جیسے جیسے کم آمدنی کے جاگیر دار ہیں انکی حیثیت کے لحاظ سے ۵۰ - ۴۰ اور ۲۵ پرسنٹ تک معاوضہ میں اخراجات لگائے گئے ہیں ۔

اس رزولیوشن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بڑے بڑے رقومات بڑے جاگیرداروں کو دئے جارہے ہیں ان میں کمی کی جائے ۔ یہ نقطہ نظر اس ریگولیشن کے نافذ کرتے وقت بھی تھا ۔ اب یہ کمی کسطرح ہونا چاہئے اور معاوضہ کیا مشخص ہونا چاہئے اس کے لئے کمیوٹیشن ایکٹ ہے اس میں معاوضہ سے متعلق تمام تفصیلات ہیں ۔ اب یہاں یہ بات قابل غور ہو جاتی ہے کہ جاگیر داروں کو جو معاوضہ دیا جا رہا ہے اس میں کمی کی جائے اسکی ضرورت تو خود گورنمنٹ محسوس کررہی ہے لیکن رزولیوشن میں اسکو فوراً بند کرنے کے لئے کہا گیا ہے ۔ ایسا کرنے سے گورنمنٹ مجبور ہے ۔ گورنمنٹ نے جاگیرات کے اڈمنسٹریشن کو اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد یہ جانچ پڑتال کی ہے کہ جاگیرات کی در اصل آمدنی کیا ہے ۔ جاگیرداروں پر ساہوکاروں کے کیا قرضہ جات ہیں حسابات ہو رہے ہیں ۔ ابھی انکا قطعی تصفیہ نہیں ہوا اور جو کمیوٹیشن دیا گیا ہے وہ بھی قطعی طور پر طئے نہیں ہے بلکہ ایک اصول مقرر کیا جاکر انکے گزارہ کے لئے کمیوٹیشن (Commutation) کے نام سے رقم دیجا رہی ہے ۔ اسلئے ممکن ہے کہ حسابات کے پور ہونے کے بعد مزید رقم دینے کی ضرورت ہی نہ پڑے اس وجہ سے معاوضہ دینا یکلخت بند نہیں کیا جاسکتا ۔

ایک آنریبل ممبر نے کہا ہے کہ اس کے لئے پھر قانون بنانا چاہئے ۔ جہاں تک مجھے گورنمنٹ کا نقطہ نظر معلوم ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک رگولیشن کے تحت کمیوٹیشن ہوا ہے اور جیسا کہ ابھی کہا گیا دستور کے تحت ایک اور قانون بنا کر معاوضہ بند کردیا جائے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ گورنمنٹ نے جاگیرات کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ معاوضہ کو بند کرنے کے لئے سوچ رہی ہے چنانچہ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کیاش گرانٹس کے سلسلہ میں گورنمنٹ نے یہ کیا کہ جن

لوگوں کو معاوضہ دینا مناسب نہیں تھا گورنمنٹ نے اسے بند کردیا - گورنمنٹ اس سلسلہ میں قدم اٹھا رہی ہے - اس جانب کے ایک آنریبل ممبر نے یہ بھی فرمایا کہ ایک کمیٹی میں اس پر غور ہورہا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب ہی اس رپورٹ کی روشنی میں ایک قانون لایا جائیگا -

اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں کوئی رزولیوشن ہاوز میں پاس کرنے کی ضرورت نہیں ہے - اس رزولیوشن کا منشاء بھی جیسا کہ اسکے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے اظہار رائے کرنا ہی ہے - الفاظ یہ ہیں -

"This House is strongly of opinion that payment of further compensation to the jagirdars be stopped forthwith, and provision in the shape of rehabilitation grant may be made for some period to small Jagirdars, Hissedars and Guzarayabs wherever necessary".

یہاں گورنمنٹ کو رکمنڈ (Recommend) کرنے کا سوال بھی نہیں - بلکہ خود گورنمنٹ نے اسٹپ لیا ہے اور کام کررہی ہے - اسکا مقصد صرف اظہار رائے کرنا ہے تو یہ ہم کررہے ہیں - اس لحاظ سے میں عرض کرونگا کہ جو رزولیوشن ہے اسکو آنریبل موور واپس لے لیں -

[Shri B. D. Deshmukh (Chairman) in the Chair]

శ్రీ కె. యల్. నరసింహారావు (ఎల్లందు—జనరల్) : స్పీకర్ సర్,

చాలాసేపు ఎదురుచూసిన తరువాత యైనా, ప్రభుత్వ పక్షం నుంచి అసలురంగులో ఒకరైనా బయటకు రావడం జరిగింది. అసలు జాగీర్దార్లకు ఇస్తున్న నష్టపరిహారము.

శ్రీ రామిరెడ్డి :—హిందీలో మాట్లాడండి. హిందీలో మాట్లాడితే మంచిగా వుంటుంది.

Mr. Chairman: The hon. Member may kindly speak in Hindi.

శ్రీ కాంతికర్ :—హిందీలో చెప్పండి. హిందీలో మంచిగా వుంటుంది.

شری کے - ایل - نرسمہوان راؤ - ہندی میں صاف نہیں بول سکتا لیکن کوشش کرتا ہوں -

اسپیکر سر - جاگیرداروں کو جو معاوضہ دیا جارہا ہے اس کو بند کرنے کے لئے جو رزولیشن پیش ہوا ہے اس سلسلہ میں تقریر کرتے ہوئے کم ازکم حکومت کی طرف کے ایک آنریبل ممبر اپنے اصلی رنگ میں نظر آئے - اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ

حکومتی پارٹی کے لوگ اسکے متعلق کیا سوچ رہے ہیں - جو خیالات انہوں نے ہمارے سامنے رکھے ہیں اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جاگیرداروں کو جو معاوضہ دیا جارہا ہے حکومت اسکی اب بھی تائید کرتی ہے - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اصل میں یہ جاگیردار کون ہیں - ان کا وجود کیسے عمل میں آیا ہے اور ان سے ملک کو کیا فائدہ حاصل ہورہا ہے - . . . .

شری مرلیدھر کامٹیکر - موور آف دی رزولیوشن کیطرف دیکھئے -

شری کے - یل - نرسمہوان راؤ - وہ خود کہہ رہے ہیں کہ وہ جاگیردار ہیں - لیکن جتنے بھی جاگیردار ہیں - جو سمستان اور پائیگاہ وغیرہ کی بڑی بڑی آراضیات اپنے قبضہ میں رکھتے ہیں وہ ملک کے غدار ہیں - وہ دیہات کی رعایا کو لوٹ کھسوٹ کر اپنی زندگی عیش و آرام سے گزار رہے ہیں -

اس رزولیوشن کے سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے کہا گیا کہ یکلخت معاوضہ بند نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جاگیرداروں سے پولیس ایکشن کے بعد جو وعدے کئے گئے تھے انہیں نباھنا کانگریس حکومت کا فرض ہے - لیکن آپ کو یہ بھی دیکھنا ہے کہ جاگیرداروں سے پہلے کانگرس نے یہاں کے عوام سے بھی وعدے کئے تھے - شائید اسوقت تک آنریبل ممبر کانگریس میں نہ تھے - اگر کانگریس کی ہسٹری دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جسوقت کانگریس جاگیرداروں اور نظام کے خلاف جدو جہد چلارہی تھی اسوقت کانگریس نے عوام سے وعدے کئے تھے اور انکو نباھنا ہی اسکا اولین فرض ہے - جب جاگیرداروں سے جو وعدے کئے گئے تھے انکو پورا کرنے کا سوال آتا ہے تو وہ پورے کئے جاتے ہیں لیکن جہاں عوام سے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرنے کا سوال آتا ہے تو وہ پورے نہیں کئے جاتے - کیا یہ وعدے ان کے ووٹ حاصل کرنے کے لئے کئے گئے تھے اور آج گدیاں حاصل کرنے کے بعد انہیں بھلادیا گیا - اس سے قبل آنریبل ممبرس نے رپورٹ وغیرہ ایوان کے سامنے پڑھکر بتلایا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان جاگیرداروں کے کوئی پروپرائٹی رائٹس نہیں ہیں - انہیں صرف مالگزاری وصول کرنے کے لئے یہ جاگیرات دئے گئے تھے - تو پھر جو معاوضہ حکومت دے رہی ہے وہ کہاں تک درست و جائز ہو سکتا ہے - آج جبکہ ہمارا بجٹ ڈفیشٹ ہے - پانچ سالہ منصوبہ کی تکمیل کرنے کے لئے جو عوام کی ضروریات کو پورا کرنے والا منصوبہ ہے پیسہ نہیں ہے لیکن پھر بھی جاگیرداروں کو کڑوڑھا روپیہ دیتے ہیں - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان جاگیرداروں نے ملک کی بھلائی کے لئے ایسا کونسا کام کیا ہے جسکے صلہ میں انہیں کروڑھا روپیہ معاوضہ دے رہے ہیں کیا انہوں نے جنگ آزادی میں کوئی جدو جہد کی ہے - کیا انہوں نے یہاں کے عوام کے فائدہ کے لئے کوئی کام کیا ہے - نہیں - کچھ نہیں بلکہ وہ تو غدار بنکر اس زمانہ کی حکومت کا ساتھ دیتے رہے آزادی کی لڑائی کو آگے بڑھانے میں انہوں نے کسی قسم کی مدد نہیں کی - بلکہ آزادی کی جدو جہد کی مخالفت

میں اس سامراجی بیرونی حکومت کی امداد کرتے رہے یہاں کے عوام کو لوٹتے رہے - آج ان لوگوں کو ۱۸ کڑوڑ روپئیے دئے جارہے ہیں - اس میں صرف ۵۸ لوگوں کو نصف سے زیادہ رقم دیجارہی ہے -

همکو ابتک یہ بتایا جا رہا تھا کہ انڈین کانسٹی ٹیوشن کے لحاظ سے معاوضہ دینا لازمی ہے - جب پروپرائیٹری (Proprietory) حق ہوتا تو ایسی صورت میں معاوضہ دینا ضروری ہوتا ہے لیکن جب پروپرائٹری حق ہی نہو تو ایسی صورت میں معاوضہ دینے کی کیا ضرورت ہے - پھر بھی دوسرے اسٹیٹس میں جو معاوضہ دیا جارہا ہے وہ بہت کم ہے تو ایسی صورت میں ہمیں زیادہ معاوضہ دینے کی کیا ضرورت ہے - اور اس طرح کروڑوں روپیہ برباد کرنے کی کیا ضرورت ہے - جاگیر ابالیشن ریگولیشن نافذ ہوا تو اوسکے تحت کو حقوق کسانوں کو ملنے چاہئے تھے کیا وہ دئے گئے ہیں - ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے کوئی حقوق کسانوں کو عملا نہیں ملے ہیں - رعایا کے قبضے میں برس ہا برس سے جو اراضیات تھے وہ جاگیر داروں کے نام پٹے پر دئےگئے ہیں - رعایا کے اراضیات کو جاگیرداروں نے سیری یا ذاتی اراضیات کھکر پٹہ حاصل کیا ہے - یلندو تعلقہ کی میں ایک مثال پیش کرسکتا ہوں وہاں چٹی شیشیا صاحب کی ایک اگر ہار زمین ہے وہ انکی ذاتی زمین نہیں تھی پھر بھی شیشیا صاحب کو پٹہ داری کے حقوق دئےگئے ہیں - ان اراضیات پر جو رعایا کئی سالوں سے کاشت کررہی تھی انکے حقوق کو جاگیر دار کے حق میں تبدیل کیا گیا ہے - اس رعایا کو آج اراضیات سے بیدخل ہونے پر مجبور کیا جا رہا ہے اسطرح جاگیر ابالیشن ریگولیشن پر عمل نہیں ہوا ہے - جاگیرات میں جو بڑے پیانے پر مالگزاری لیجاتی تھی اوسکو کم کرنا بار بار تبایا جاتا ہے لیکن عملا کئی جگھوں پر وہ بھی کم نہیں کی گئی - خلاف قانون طریقہ پر ابتک رعایا سے زائد مالگزاری وصول کی جا رہی ہے - جو زائد مالگزاری وصول کی گئی ہے اسکو واپس کرنے کے لئے مانگ کی گئی لیکن اس بارے میں بھی نہیں سوچا جا رہا ہے - یہی نہیں بلکہ جاگیری رعایا پر جو پرانا بقایا ہے وہ بھی وصول کرکے حکومت جاگیرداروں کو دے رہی ہے - اگرچیکہ ۲۰ فیصد یا ساڑھے بارہ فیصد کم کرنے کے اعلانات کئے جاتے رہے ہیں لیکن زائد مالگزاری جو وصول کی جا رہی ہے وہ موقوف نہیں کی گئی - جسطرح پرانے زمانے میں وصول کی جاتی تھی اب بھی اسی طرح وصول کی جا رہی ہے - رعایا کے ساتھ اس سے پہلے جو وعدے حکومت کی طرف سے کئے گئے تھے انکو پورا کرنے کے لئے عوام مانگ کر رہے ہیں لیکن ان پر کوئی توجہ نہیں کیجا رہی ہے - میں اپیل کرونگا کہ فوراً ایک بل ہاوز میں لایا جائے جسکی روسے جاگیر داروں کو جو معاوضہ دیا جارہا ہے وہ بند کیا جائے - اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

* شری کے - وینکٹ رام راؤ (پلامنگل) مسٹر اسپیکر - آج صبح سے اس رزولیوشن پر بحث ہو رہی ہے کہ جاگیرداروں کو جو معاوضہ دیا جارہا ہے وہ بند کیا جانا چاہئے کا

جتنا بھی ممکن ہوسکے کم کرنا چاہئے - جہاں تک اسپرٹ کا تعلق ہے اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے - اس جانب کے اور اوس جانب کے آنریبل ممبرس نے صاف طور پر بیان کیا ہے کہ جاگیر داروں کو جو بھاری بھرکم معاوضہ دیا جا رہا ہے اوس سے سالیہ پر بار پڑرہا ہے - یہ کوئی بحث طلب مسئلہ نہیں ہے کہ بار بار اسپر اظہار خیال کیا جائے - حکومت اسکو محسوس کرچکی ہے اور ممکنہ کوشش کر رہی ہے - لیکن میں عرض کرونگا کہ ان مسائل کو حل کرنے کا جو طریقہ ہے اوسکے اپروچ (Approach) میں فرق ہے - ایسے مسائل کو پرانے طریقے سے حل نہیں کیا جاسکتا - زمینداری کا مسئلہ ہو یا معاوضہ کو بند کرنے کا مسئلہ اسطرح کے سوشیل اکسپلائیٹیشن (Social Exploitation) کو بند کرنے کا کیا طریقہ ہوسکتا ہے اسپر غور کرنا چاہئے - ایک طریقہ قانون سازی ہے - لیکن میں عرض کرونگا کہ قانون سازی سے یا رزولیوشنس کو اسمبلی کے سامنے پیش کرکے اسکو منظور کرالینے سے یہ مسائل حل نہیں ہوسکتے - اس طریقے کے غیر منصفانہ طریقوں کی بجائے ہمیں بیسک اپروچ تلاش کرنا چاہئے - اسلئے جو طریقہ میں ہاوز کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جسطرح بھودان یگنیہ کی تحریک سے لینڈ پرابلم (Land Problem) کو حل کرنے کی کوشش شری ونوبا بھاوے نے کی ہے ویسا ہی حل تلاش کرنا چاہئے کیونکہ وہ ایک کامیاب طریقہ سمجھا گیا ہے - پہلے تو لوگ اسکے مضمرات کو نہ سمجھ سکے تھے لیکن اب سب اس سے متفق ہیں کہ پریم سے چینج (Change) لانے کا طریقہ بہترین ہے - اگر یہی طریقہ جاگیر داروں کے معاوضہ سے بھی متعلق کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسائل جلد حل ہوسکتے ہیں - بھودان یگنیہ کی تحریک میں دو مضمرات ہیں - ایک تو لینے کا طریقہ ہے اور دوسرے دینے کا - اسطرح آسانی کے ساتھ بھودان یگنیہ کا مسئلہ حل کیا گیا ہے - اگر قانون سازی کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی تو اتنا جلد اور اسقدر آسانی کے ساتھ حل نہ ہوسکتا تھا -

Mr. Chairman **:** Let it be relevant, please.

شری کے - وینکٹ رام راؤ (پدامنگل) بھودان یگنیہ کے ذریعہ حیدرآباد اسٹیٹ میں (۸۰۰۰۰) ایکڑ زمین بلا کسی کمپنسیشن کے تقسیم کی گئی ہے - قانون سازی کی بجائے اگر کوئی شخص اپنے ملک کی بھلائی کے لئے صداقت کے ساتھ اپیل کرے تو اسطرح مسائل حل ہوسکتے ہیں - یہ بھی ایک آلٹرنیٹیو (Alternative) صورت ہے -

In the interests of the common man or common people.

لیکن اس کے لئے اس ایثار کی ضرورت ہے کہ پہلے اپنے حق سے دستبردار ہو جائیں - اسکی ایک تازہ مثال ہمارے سامنے موجود ہے - راج پرمکھوں کو جو رقمیں کمپنسیشن کے طور پر دیجاتی تھیں ان میں کمی کرنے کے لئے پنڈت نہرو نے اپیل کی تھی - اسکا

نتیجه یه نکلا کہ کئی راج برمکھوں نے اپنی رقموں میں کمی کو قبول کرلیا - اور معلوم هوا کہ یہاں کے راج پرمکھ بھی (۲۰) لاکھ کی رقم سے دستبردار ھوگئے ھیں - اسی طرح کیوں نہ ان سب جاگیرداروں سے اپیل کی جائے - لیکن یہ ضروری ہے کہ اپیل کرنے والے ایسے ھوں کہ وہ خود اکسپلائیٹ (Exploit) نہ کرتے ھوں - اسلئے میں کھونگا کہ اگر اس ھاوز میں کوئی ایسے ممبر ھوں جنھیں اس قسم کا معاوضہ ملتا ھے تو انہیں پہلے اعلان کرنا چاھئے کہ میں اپنے حصے سے دستبردار ھوتا ھوں - اگر ھم اسطرح اپنے حصہ سے دستبر دار ھوکر ان جاگیرداروں سے کھیں تو مجھے وشواس ھے کہ وہ لوگ عوامی نمائندوں کی اس قسم کی اپیل کو نہ ٹھکرائیں گے - لیکن اس کے لئے اپیل کرنے والے کی نیت سچی ھونی چاھئے - کیونکہ ھم نے دیکھا کہ ونوباجی جب زمین مانگتے ھیں تو بہت سی مل جاتی ھے اور دوسرے مانگتے ھیں تو اتنی نہیں ملتی اور مجھ جیسا کوئی خود غرض مانگے تو کچھ بھی نہیں مل سکتی - اسلئے اپنی خود غرضی کو چھوڑکر صداقت کے ساتھ کوشش کریں تو یہ مسئلہ حل ھوسکتا ھے - میں عرض کرونگا کہ یہ ایک بہترین آلٹرنیٹیو ھے جس پر متحدہ طور پر عمل کیا جائے تو مفید نتیجہ برآمد ھوسکتا ھے اور مساوات کو قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ھوسکتا ھے- اسکے اصولوں پر فیتھ (Faith) رکھنا چاھئے - ایسا فیتھ نہ رکھنے والے ممکن ھے کہ اس اپیل کو قبول نہ کریں -

مسٹر چیر من آپ موضوع سے ھٹکر تقریر کر رھے ھیں -

شری کے - وینکٹ رام راؤ (پدامنگل) اگر اسطرح عمل کیا جائے تو مقصد میں کامیابی ھوسکتی ھے اتنا کھتے ھوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ھوں -

منسٹر فارا کسائز کسٹمس اینڈر یوینیو (شری کے - وی - رنگا ریڈی) مسٹر اسپکرسر- اس وقت تک اس رزولیوشن پر جو مباحث ھوئے وہ دو حصوں میں تقسیم کئے جا سکتے ھیں - ایک میں تو جاگیرات کی بد نظمی بتاتے ھوئے کم معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا گیا ھے اور دوسرے میں بد انتظامی کے قطع نظر معاوضہ میں کمی کا مطالبہ کیا گیا ھے - جاگیرات کی بد انتظامی کے تعلق سے معاوضہ نہ دینے کی جو بحث کی گئی ھے میں اسکا پہلے جواب دونگا - یہ بتایا گیا ھے کہ جاگیر داروں نے جاگیرات میں سنگین دھارے مقرر کرکے رعایا کا کافی خون چوسا ھے اسلئے اب معاوضہ دینے کی ضرورت نہیں ھے - اس خصوص میں میں کافی معلومات رکھتا ھوں کیونکہ میں خود انجمن رعایائے جاگیری کو قائم کرکے جاگیرداروں کے مظالم کے خلاف ایک عرصۂ تک کام کرچکا ھوں - لیکن جاگیرات میں سنگین دھاروں کے قائم کرنے کی وجہ سے جاگیرداروں کو معاوضہ نہ دینے کی سزا دیجائے تو یہ کس حد تک حق بجانب ھوگا میں سمجھنے سے قاصر ھوں - جاگیرات میں جو سنگین دھارے تھے انکے خلاف ھمیں کافی اعتراضات تھے - منجملہ دیگر وجوھات کے یہ وجہ بھی تھی جس کی بناء پر جاگیرات کو ابالش (Abolish) کرنے کی ضرورت ھوئی -

جاگیرات میں پٹیات کے وصول کرنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ حقیقت میں دو سو اقسام کے پٹیات مختلف جاگیرات میں وصول ہوا کرتے تھے۔ ایک ہی جاگیر میں دو سو پٹیات نہیں بلکہ دو سو قسم کی پٹیات وصول ہوتی تھیں۔ کسی میں ایک پٹی کسی میں دو پٹی کسی میں چار پٹی وصول ہوتے تھے۔ "انجمن رعایا جاگیر" نے اونکی فہرست طبع کرکے عوام میں تقسیم کی اور جاگیرداروں کے پاس بھی بھیجی۔ جاگیرداروں سے خواهش کی گئی کہ ایسی پٹیات وصول کرنا بند کیا جائے کیونکہ ایسی وصولی کا عمل آئندہ بقایا جاگیرات کے سلسلہ میں انکے لئے مضر ثابت ہوگا۔ مگر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ پٹیات کس زمانہ میں وصول کیجارہی تھیں کہ اون کی وجہ سے رعایا کو بھوکے مرجانے کی نوبت آرہی تھی۔ ہم کو دیکھنا چاہئیے کہ ہم جس ماحول میں حکومت کررہے ہیں اوس کے تحت ہمارے کیا فرائض ہونے چاہئیں۔ سابقہ زمانہ میں عوام بیروزگار ہوتے تھے تو اوتنا واویلا نہیں ہوتا تھا جتنا آج ہورہا ہے۔ ہم پر بہ مقابلہ زمانہ سابق کے زیادہ فرائض عاید ہوتے ہیں۔ کیونکہ آج حکومت اون لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو بیروزگار ہیں۔ اسوجہ سے اپنی بیروزگاری کو روکنے کی خاطر ہم پر زیادہ ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ چونکہ اوس زمانے میں ناجائز پٹیات وصول کیجاتی رہیں اس لئے آج اون کا معاوضہ بند کردینا درست نہیں ہو سکتا۔ میں آنریبل ممبرس کو بتا سکتا ہوں کہ وہ ناجائز پٹیات جن کی تعداد دو سو بتائی گئی ہے خالصہ میں بھی وصول ہوتی تھیں۔ لیکن استداد زمانہ سے جیسے جیسے عوام اپنے حقوق کو سمجھنے لگے تہذیب بڑھتی گئی ایسے پٹیات بتدریج خالصہ میں کم ہوتے گئے۔ لیکن اس کو خالصہ میں ناجائز قرار دیکر جاگیرات سے بھی متعلق نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے جاگیرات میں وہ پٹیات کچھ اور مدت تک وصول ہوتی رہیں۔ لیکن بڑے بڑے جاگیرات میں بھی اب یہ محسوس کیا گیا کہ یہ پٹیات ناجائز ہیں انکو بتدریج بند کرے۔ ممکن ہے کہ آج کی حکومت جن چیزوں کی وصولی کو جائز قرار دے رہی ہے وہ زمانہ آئندہ میں نا جائز قرار دی جائے۔ آج کی حکومت جس چیز کو جائز قرار دیتی ہے اوس کی سزا آئندہ کے لوگوں کو دیجائے یہ صحیح طریقہ نہیں ہوسکتا۔ جو ناجائز قرار دئے گئے ہیں بتدریج وہ بند بھی کئے جاتے رہے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ جاگیری رعایا کا خون چوس لیا جارہا ہے مگر اس چوسنے کا کیا مطلب ہے؟ وہ غالباً پٹیات وصول کرنے اور خالصہ کے مقابلہ میں وہاں زیادہ دھارا جات سے متعلق ہے۔ اس کے متعلق مجھے علحدہ جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ وہی جواب ہو سکتا ہے جو میں پٹیات کے سلسلہ میں دیا ہوں۔ دھاروں کے متعلق میں نے اس سے پہلے بھی عرض کردیا ہے۔ یہ حجت بھی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی کہ جاگیرداروں کے پاس کافی جائیداد ہے اس لئے اون کو معاوضہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ کہنے کے موقف میں ہوں کہ جاگیرداروں کے پاس بہ مقابلہ دیگر پیشہ وروں کے کم جائیداد ہے۔

آپ کو بیشک یہ نظر آتا ہوگا کہ انکے رہنے کے بڑے بڑے مکانات ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ اوسکی داغ دوزی توکجا آہک پاشی بھی نہیں کر سکتے چھوٹے مکانات کی قیمت کے مقابلہ میں بڑے بڑے مکانات کی قیمت وصول نہیں ہو سکتی - اس قسم کی جائیداد ضرور ہے۔ جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کہ ظہیر یار جنگ کہیں جارہے تھے بمبئی میں پکڑے گئے اون کے پاس صرف جواہرات کئی لاکھ روپیہ کی مالیت کے نکلے - یہ صحیح ہے - لیکن حیدر آباد میں جتنے جاگیردار ہیں وہ سب کے سب ظہیر یار جنگ نہیں ہیں۔ ایسی پانچ دس مثالیں مل سکتی ہیں - لیکن اکثر جاگیردار ایک معمولی تاجر کے مقابلہ میں یا کسی کاشتکار کے مقابلہ میں زیادہ تنگ دست ہیں - اون کے پاس کھانے پینے کے لئے بھی نہیں ہے۔ عطیات اور جاگیر اڈمنسٹریٹر کا سررشتہ میرے تفویض ہوکر تھوڑا ہی عرصہ ہوا لیکن اس عرصہ میں میں نے بارہا دلی رنج محسوس کیا ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ جاگیرداروں نے زمانہ بحالی جاگیر میں عقلمندی سے کام نہیں کیا بلکہ بیدریغ پیسہ خرچ کرتے رہے۔ یہ اونکی غلطی تھی - ممکن ہیکہ وہ سمجھتے تھے کہ جاگیرات قیامت تک رہیں گے - قیامت تک وہ خوش حال زندگی بسر کرتے رہینگے - اس غلط فہمی میں مبتلا رہ کر وہ فضول خرچی کرتے رہے - بہر حال جو کچھ بھی ہو آج کے جاگیردار جنکو معاوضہ ملتا ہے وہ ایک معمولی کسان سے زیادہ تنگ دست اور پریشان حال ہیں - بعض لوگ جو بزمانہ بحالی جاگیر سات سات ہزار روپئے خرچ کرتے تھے آج (۷۰) روپیہ لینے کے لئے میرے پاس ترستے ہوئے آتے ہیں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے - ان تمام وجوہات کے پیش نظر اون کا معاوضہ اور بھی کم کرنا مناسب نہیں ہوگا - ہم آج جو حکومت کررہے ہیں تو ہمارا کیا فرض ہونا چاہئے ؟ خواہ انہوں نے کم فہمی کی بناء پر خرچ کیا ہو یا کسی اور وجہ سے خرچ کردیا ہو لیکن بہر حال ہمارا یہ فرض ہے کہ اون کو بھی دوسرے انسانوں کے مساوی زندگی بسر کرنے کا موقع دیا جائے - اس نقطہ نظر کی وجہ سے ہم اون کے معاوضہ کو بند کرنے کا ریزولیوشن نہیں لاسکتے - یہ بھی کہا گیا کہ جاگیرداروں کے نام سے بہت سے پٹے قائم ہیں اسوجہ سے اون کو معاوضہ نہیں دینا چاہئے یہ بھی ایک وجہ معاوضہ نہ دینے کے لئے بتائی گئی ہے۔ میں آنریبل ممبرس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کونسے ایسے مواضعات ہیں جن میں جاگیرداروں کے نام پٹہ ہے - حکومت نے اون کے پٹے کم کردئے اور رعایا کے نام اون پٹوں کو منظور کیا - قانون برخاستگی جاگیرات میں یہ احکام وضع کئے گئے ہیں۔

شری یل - ین ریڈی - میں پرسوں کوڑیا گیا تھا وہاں کے جاگیردار کے نام سے دو ہزار ایکر کا پٹہ ہے۔ رعایا کے نام پٹہ نہیں ہوا -

شری کے - وی رنگا ریڈی - اگر آپ اس جزو کو مکمل طور پر سنیں۔ تو پھر کہنے کی ضرورت نہیں ہوگی - میرے معزز دوست نے کہا کہ کوڑیا کے جاگیردار کے نام پٹہ ہے - اون ہی کے نام سے نہیں بلکہ اور بھی جاگیرداروں کے نام سے پٹے ہیں - یہ میں جانتا ہوں - لیکن اس کے باوجود بھی میں یہ کہنے کے موقف میں ہوں چونکہ جاگیرداروں کے

نام پٹہ سال ھا سال سے قائم ھے اس وجہ سے معاوضہ مسدود کرنا ٹھیک نہیں۔قانونی طور پر اس چیز کو حل کرنے کی ضرورت ھے ۔ جاگیرداروں کے نام سے اور اون کے عزیز واقارب کے نام سے بھی پٹے تھے لیکن ابالیشن آف جاگیر کے قانون کے تحت ھی،وہ تمام پٹہ منسوخ کرکے حقیقی کاشتکاروں کے نام سے پٹہ کرنے کے احکام ھیں ۔ سنہ ۱۳۴۰ف میں جبکہ انجمن رعایا جاگیر ھم نے قائم کرکے جدو جہد کی تھی اوس زمانہ میں سابقہ حکومت کی جانب سے ایک گشتی جاری ھوئی تھی جس کا نمبر تو مجھے یاد نہیں ۔ وہ سنہ ۱۳۴۰ف میں جاری ھوئی تھی ۔ اوس کے ذریعہ یہ احکام دئے گئے تھے کہ جاگیرداروں کو جاگیرات محض استفادہ محاصل کے لئے عطا کئے گئے ھیں حقوق رعایا عطا نہیں کئے گئے ۔ اس واسطے کسی جاگیردار کو یہ حق نہیں کہ اپنی جاگیری اراضی کا پٹہ اپنے نام کرلے یا اپنے عزیزوں کے نام سے کرلے ۔ اس لئے جہاں کہیں ایسے پٹے ھوں منسوخ کرکے حقیقی کاشتکار کے نام پٹہ کیا جائے ۔ اسی چیز کو ابالیشن آف جاگیرس کا قانون بناتےوقت دھرایا گیا ۔ اسوقت سے جتنے پٹے ایسے تھے اون کو منسوخ کرنے کی کارروائیاں چل رھی ھیں ۔ قانون ابالیشن آف جاگیرس کے پہلے چونکہ حکومت میں جاگیردار طبقے کے لوگ تھے اس لئے اوس پر جیسا عمل ھونا چاھئے اس پر نہیں ھوا ۔ لیکن ابالیشن آف جاگیرات کے بعد اس پر ممکنہ حد تک عمل ھورھا ھے ۔ میرے دوست نے یہ کہا کہ کوڑیا کے جاگیردار کے نام پٹہ ھے لیکن میں تو کہونگا کہ دوسرے جاگیرداروں کے نام بھی پٹے ھیں ۔ قابض کے نام پٹہ کرنے کے احکام تو ھیں لیکن وہ ایسی آراضیات تھیں جن پر کوئی قابض نہیں تھا اسلئے جاگیرداروں نے ایسی افتادہ زمینات کا پٹہ اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے نام کرواکر کاشت کررھے تھے اور اب آبالیشن آف جاگیرات کے بعد اون زمینات کو قول پر دے رھے ھیں (انٹرپشن) میں نے عرض کیا ھے کہ میں جو کچھ کہنا چاھتا ھوں اوسکو آپ سنیں تو پھر اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں ھوگی ۔ اس طرح کی آراضیات کو اون سے چھین لینا جائز ھو سکتا ھے اور نہ قانون اوس کو واپس دلا سکتا ھے۔ ممکن ھے آپ کے خیال کے لحاظ سے وہ واقع صحیح ھو۔ اور حقیقت میں دیگر رعایا اون زمینات پر قابض ھو اور اونکی مقبوضہ زمین کا پٹہ جاگیرداروں نے اپنے نام کرالیا ھو ۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ابالیشن آف جاگیرس کے بعد انہوں نے اون افتادہ زمینات کو قول پر دیا ھو ۔ ممکن ھے کہ یہ واقعہ غلط ھو اور پہلے سے ھی اون زمینات پر قولدار موجود ھوں ۔ لیکن ھمارے عہدہ داروں کے پاس ایسے دعوے پیش ھیں جن میں کسی شخص نے اپنے کو ایسی زمین کا قابض بتایا لیکن دراصل وہ قابض آراضی نہیں ھے بلکہ جاگیرداروں نے افتادہ زمینات کا پٹہ اپنے نام کرالیا باوجود اسکے اون کو جبراً بیدخل کرنا .....

شری کے ۔ ایل نرسمہا راؤ ۔ یہ لوگ سال ھا سال سے اوس پر کاشت کرتے رھے جاگیرداروں کی دی ھوئی رسیدیں اون کے پاس ھیں وہ رسائد پیش کرنے کے باوجود بھی اوس کو نہ مانتے ھوئے ....

شری کے ۔ وی رنگا ریڈی ۔ معزز ممبر جو فرما رہے ہیں وہ بالکل صحیح ہوگا ۔ لیکن محض معزز ممبر کے کہنے پر اوس کو قرآن کی آیت یا وید کا واکیہ (वाक्य) سمجھکر کلکٹر کارروائی نہیں کر سکتا ۔

ایک آنریبل ممبر ۔ معزز ممبر پر بھی آپ کو بھروسہ نہیں ۔

شری کے ۔ وی رنگاریڈی ۔ میں تو آپ کے سوالات اور اعتراضات کا جواب دے رہا ہوں ۔

شری پنڈم واسدیو ۔ ایک معزز ممبر صحیح واقعات بیان کررہے ہیں اوس کے متعلق منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ اون کی بات قرآن کی آیت یا وید کا واکیہ نہیں ۔ میں آپکی رولنگ چاہتا ہوں کہ ایسا کہنا کہاں تک صحیح اور مناسب ہے

مسٹر چیر من ۔ وہ ضابطہ کی بات بیان کررہے ہیں اس میں رولنگ کا سوال نہیں آتا

شری کے ۔ وی رنگا ریڈی ۔ معزز ممبر صبر سے سماعت فرمائیں تو اون کے معلومات کی اصلاح ہو جائے گی ۔ میں مانتا ہوں کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں صحیح ہوگا ۔ لیکن کلکٹر کے پاس جاگیردار آکر کہتا ہے کہ میں نے ایک افتادہ زمین کا پٹہ کرلیا ہے ۔ چنانچہ میرے پاس ایسی شکایتیں پیش ہیں ۔ میں نے مثلیں منگوا کر کلکٹروں سے جواب لیا ہے ۔ یہ سمجھکر کہ کیوں لوگوں کو مقدمہ بازی میں مبتلا کیا جائے یہ سمجھکر میں نے ایک حکم کے ذریعہ ہدایت دی ہے کہ جتنی زمینات جاگیرداروں کے نام سے پٹہ ہیں وہ منسوخ کرکے کاشتکاروں کو دینا چاہئیے ۔

انہوں نے میرے علم میں یہ واقعات لائے ہیں ۔ کئی امثلہ کے دیکھنے کے بعد میں یہ چیز آپکے سامنے رکھ رہا ہوں ۔ جب مقدمہ پیش ہوتا ہے تو دونوں فریق یہ کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ نہیں بول رہے ہیں اسلئے کیس کو دیکھکر حاکم کو فیلصہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا کہ آنریبل ممبر فرما رہے ہیں وہ صحیح نہیں ہے ۔ جاگیر ابالیشن ہونے کے بعد فلاں شخص کو قول دئے ہیں تو اس شخص کو قانون کی رو سے کوئی حق حاصل نہیں ہوتا اور اگر ایک شخص ایسا دعوی کرتا ہے تو کاشتکار کے مجرد بیان پر کلکٹر کچھ نہیں کرسکتا ۔ اگر کلکٹر کچھ کرسکتا ہے تو وہ یہ کہ شہادت طلب کرے ۔ اگر اس سے یہ ظاہر ہو کہ ابالیشن آف جاگیر ایکٹ سے پہلے سے کاشتکار قابض ہے اور یہ ثابت ہو جائے کہ یہ قول بعد میں دیا گیا ہے تو کلکٹر جاگیردار کے نام پٹہ قائم رکھیگا ۔ بغرض اس قسم کے جو جاگیرات ہیں انکی تحقیقات ہوتی ہے ۔ میں نے ایک عام حکم یہ دیا ہے کہ ابالیشن آف جاگیرات کے موقع پر جو بھی قابض ہیں انکے نام پٹہ کردیا جائے ۔ میں نے یہ بھی محکوم کیا ہے کہ کلکٹر پورے تفصیلات کے ساتھ مواد منگوائے کیونکہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیر من ۔ میں آنریبل منسٹر کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ سوال جواب کا موقع نہیں ہے ۔ رزولیوشن کے سلسلہ میں پالیسی کا اظہار کریں

شری کے ۔ وی ۔ رنگاریڈی ۔ غرض پٹہ جاگیرداروں کے نام سے ہے ۔ اسلئے معاوضہ کم کرنا چاہیئے اسکی ضرورت نہیں ہے اس سے معاوضہ پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہئے ۔

اسی طرح یہ کہا گیا کہ جاگیرات میں ہزاروں ایکر سیریاں ہیں اور اس سلسلہ میں ونپرتی ۔ گدوال وغیرہ کی تمثیلات دیگئی ہیں ۔ میں آنریبل ممبر کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ جاگیرداروں کا معاوضہ کم کرنے کا ایک عام مسئلہ ہے ۔ اگر ممکن ہو تو کل ہی ہم ابالیشن آف انعامس کا مسودہ پیش کررہے ہیں اسکی وجہ سے تمام انعامات ختم ہورہے ہیں ۔ اگر سیریات انکی ہوں تو وہ بھی ختم ہوجائینگی ۔ بعض اسٹیٹس میں ابالیشن آف جاگیرات کو بھی اس میں شریک کیا گیا ہے لیکن ہمارے پاس جاگیرات کا جو قانون ہے اس میں انعامات کو داخل نہیں کیا گیا ۔ ہم نے انہیں ٹیننسی ایکٹ سے متعلق کیا ہے ۔ اسوجہ سے وہ قابضوں ہی کے قبضہ میں رہینگے سیری دار کو واپس نہیں ہونگے ۔ یہ شکایت ہے ۔ اسکا معاوضہ نہ ملنا چاہئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی ۔

جاگیرات میں زد باولی کے لئے بھی ۱۰ آنے کے بجائے ۳ آنے معاف دیئے ہیں اسلئے معاوضہ کم کرنا چاہئے تو یہ بھی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی ۔ اسلئے کہ اکثر جاگیرات میں ایک مقررہ رقم لیجاتی تھی یعنی کاشت اور عدم کاشت دونوں صورتوں میں رقم لیجاتی تھی اس قسم کا عمل نہ تھا ۔ میں اپنے علم سے کہہ سکتا ہوں کہ بعض مقامات پر یہ رقم خالصہ سے بھی کم تھی لیکن اکثر مقامات پر زیادہ تھی ۔ خالصہ میں بھی بعض مقامات پر رقم زیادہ تھی لیکن شنوائی کے بعد کم کی گئی ہے ۔ لیکن یہ سب انتظام کی تبدیلی سے ہوسکتا ہے ۔ اب سات ہزار جاگیرات میں سے صرف ۵۶ جاگیرات ایسے ہیں جنکی پیمائش نہیں ہوئی ہے ۔ لیکن ان میں سے اکثر کا بحالی جاگیرات کے زمانہ میں بندوبست ہوچکا تھا ۔ وہاں ۳ آنے معاف دئے ہیں ۱۰ آنے نہیں دئے ۔ شائید معزز ممبران کو یہ علم نہ تھا ۔ میں انہیں بتلاتا ہوں کہ بعض جاگیرات میں تین آنے بھی معاف نہیں دیگئی ہے ۔ لیکن اس بناء پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی وجہ سے جاگیردار مالا مال ہوگئے اور اس وجہ سے انکے معاوضہ میں کمی ہونی چاہئے ۔

شری آر ۔ پی ۔ دیشمکھ ۔ جاگیر داروں کو جو معاوضہ دیر ہے ہیں اسکے بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے اسے آنریبل منسٹر بیان کریں تو مناسب ہوگا ۔

شری کے ۔ وی ۔ رنگاریڈی ۔ جس تسلسل سے تقاریر ہوئیں ویسا ہی میں جواب دیرہا ہوں ۔ یہ کہا گیا ہے کہ سلور جوبلی کے موقع پر جو معافی کا اعلان ہوا تھا اسکے مطابق جاگیرات میں مالگزاری کا بقایا معاف نہیں کیا گیا ۔ اوس وقت ایک فرمان یہ ہوا تھا کہ جہاں مالگزاری کا بقایا ہے وہ معاف کردیا جائے میں مانتا ہوں کہ فرمان کو جاگیرات سے بھی متعلق کیا گیا تھا لیکن بعض جگہوں پر معاف نہیں دیگئی ۔

اب ابالیشن آف جاگیرات کے بعد اوس وقت جہاں جہاں معافی نہیں دیگئی تھی انکو معافی دیگئی ہے - اسلئے یہ وجہ بھی معاوضہ میں تخفیف کا باعث نہیں ہوسکتی -

ایک وجہ یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ اس وقت بھی سابقہ جاگیرات میں جو اب شریک خالصہ ہوچکے ہیں رقم مالگزاری اوسی شرح سے وصول کی جا رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبر یہ سمجھکر اعتراض کئے ہیں کہ یہ رقم وصول کرکے جاگیرداروں کو دے رہے ہیں -

شری ایل - این ریڈی - کس کو دیر ہے ہیں یہ سوال یہاں نہیں ہے بلکہ سوال یہ ہے کہ رعایا سے مالگزاری وصول کی جا رہی ہے -

شری کے - وی رنگا ریڈی - تو پھر وہ اس سے ہٹکر علحدہ سوال ہے - یہ معاوضہ کی کمی سے متعلق نہیں کہا جارہا ہے لیکن پھر بھی آپ نے اعتراض کیا ہے اس لئے میں اعتراض کا جواب دیتا ہوں کہ بحالی جاگیرات کے زمانہ کا بقایہ وصول نہیں کررہے ہیں اکثر مواضعات میں جہاں خالصہ سے بڑھکر مالگزاری تھی اسکو اب معاف کیا گیا ہے اور جو باقی ماندہ رہ گئے ہیں اون کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اطراف کے خالصہ کے مواضعات میں جو مالگزاری ہے وہی رقم جمع بندی میں لیجائے - میں اس سے پہلے بھی بتلایا ہوں کہ ۵۰ مواضعات ایسے ہیں جہاں بندوبست نہیں ہوا - اس سے پہلے بھی ہاوس میں ایک سوال کے جواب میں تفصیلات رکھے گئے ہیں - یہ مواد اب میرے پاس نہیں ورنہ پھر میں تفصیل سے بتلاتا -

ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ جو کچھ بھی مالگزاری کا بقایا ہے وہ سنگین دھاراجات کا نتیجہ تھا جسکو وصول کرنے کی ذمہ داری حکومت نے لی ہے اور وہ جبراً جائیداد ہراج کرکے لیا جارہا ہے - لیکن یہ بھی صحیح نہیں ہے - آج ہر وصولی کے لئے سرکار ذمہ دار ہے اگر کوئی بقایا نا واجبی معلوم ہوتو سرکار اسکو وصول نہیں کر رہی ہے اور نہ جاگیردار وصول کررہے ہیں -

ایک چیز یہ بھی کہی گئی کہ جاگیردار غدار ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اسطرح کہنا ایک قسم کی زیادتی ہے - جاگیرات کا دیا جانا خود اس امر کی دلیل ہے کہ وہ غدار نہیں تھے - ہو سکتا ہے کہ آپ انہیں غدار سمجھیں لیکن وہ غدار نہیں تھے - وہ وفادار تھے لیکن آپ کے نہیں - میں اسکو ماننے کے لئے -....

مسٹر چیر من - میں آپ کے سامنے رول ۱۰۰ پیش کرتا ہوں -

"The discussion of a resolution shall be strictly relevant to and within the scope of the resolution".

میں دوبارہ آپ کی توجہ مبزول کراتا ہوں کہ آپ پالیسی کے بارے میں کہیں -

شری کے - وی رنگا ریڈی - بالکل صحیح - میں رزولیوشن سے ھٹکر نہیں کہہ رہا ہوں - معزز ممبران نے یہ بتلایا ھے کہ جاگیردار غدار ہیں اسوجہ سے انہیں معاوضہ نہ دیا جائے - اب مجھے رزولیوشن کے خلاف بھی بتلانا چاہئیے -

شری پنڈم واسدیو - اس لئے غدار ہیں کہ آپ کو ایک زبردست پولیس ایکشن کرنا پڑا -

شری کے -وی رنگا ریڈی - یہ بالکل صحیح ھے- آپ کے نقطہ نظر سے غدار ہیں یا کیا ہیں میں اس کا جواب دینا نہیں چاہتا - آج وہ جاگیردار نہیں ہیں اس لئے غداری کا سوال بھی نہیں ھے- آپ جاگیرداروں کو غدار کہتے ہیں لیکن کانگریس یا حکومت موجودہ کے نزدیک جاگیردار بھی انسان ہیں اور کبھی بھی غدار نہیں ہیں البتہ وہ سسٹم آپ کے لئے قابل قبول نہیں ھے اس لئے آپ انہیں غدار کہتے ہیں - لیکن غداری کے تعلق سے جو کچھ بھی کہا گیا ھے وہ حد سے متجاوز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں

معاوضہ کو گھٹانے کی ایک وجہ یہ بھی بتلائی گئی ھے کہ آبکاری کی آمدنی گھٹ رہی ھے - یہ کہا گیا کہ اگر معاوضہ کو نہ گھٹایا جائے تو اتنے کروڑ روپیہ ہم کہاں سے لائینگے - میں معزز ممبران کو بتلانا چاہتا ہوں کہ آبکاری کی آمدنی گھٹی نہیں ھے - جس مقدار تک ہم معاوضہ دے رہے ہیں اس سے کچھ زیادہ ہماری آمدنی ھے - لگ بھگ ۱۱ کروڑ کی آمدنی ھے- اوس زمانہ میں جبکہ جاگیرات بحال تھے ۸ کروڑ کی آمدنی تھی - ۱۰ سال سرشکن پردیا گیا میں ٹھیک حساب تو نہیں بتلا سکتا اوسطاً کہتا ہوں کہ ۵ کروڑ سے زیادہ نہیں نکلا ہوگا - اسلئے معزز ممبر جو اندازہ کررہے ہیں وہ حسابی نقطہ نظر سے غلط ھے-

یہ کہا گیا ھے کہ آمدنی جاگیر سے زیادہ معاوضہ دیا جا رہا ھے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک معمولی حساب کتاب کی بات ھے - ایک جاگیردار کی آمدنی دس ہزار کی ھے تو یہ قرار دیا گیا گیا ھے کہ انکو اس آمدنی کا دس گنا ۸ سال میں دینا چاہئے - اسکے معنے یہ ہیں کہ دس ہزار کا دس گنا یعنی ایک لاکھ کو ۸ سال میں دینا ھے - اب مدت کم ہونیکی وجہ سے وہ کچھ ذیادہ معلوم ہوتا ہوگا.. لیکن دراصل وہ جاگیر کی آمدنی سے زیادہ نہیں ھے - میں تخته کمیوٹیشن (Commutation) سے بتلانا چاہتا ہوں کہ انکو کیا معاوضہ مل رہا ھے کیونکہ یہاں تو ایک طوفان مچایا جاتا ھے کہ بڑے بڑے جاگیرداروں کو اتنے لاکھ روپیے دیرھے ہیں - اتنے کروڑ دیرھے ہیں - لیکن حقیقت میں تخته کے لحاظ سے انہیں ۶ ۱۱ فیصد دیرھے ہیں - اسکا مطلب کیا ھے جو آمدنی کہ انکی پہلے تھی اسکا گیارواں حصہ - یعنی پہلے انہیں ایک لاکھ ملتے تھے تو آج انہیں ۹ ہزار مل رھے ہیں - ایسی صورت میں یہ کہنا کہ انکو زیادہ رقم دیگئی ھے حقیقتہ بیحد بعید بات ھے -

میں ایک اور چیز آپکی معلومات کے لئے کہنا چاہتا ہوں - شائد آپ اسے جانتے
بھی ہونگے کیونکہ نہ جاننے کا کوئی سوال نہیں ہے لیکن اگر صحیح طور پر آپکو معلومات
ہوتیں تو آپ ایسا نہ کہتے - یہ کہا گیا ہے کہ بڑے بڑے جاگیرداروں کو بڑے بڑے
معاوضے ملتے ہیں - نصف رقم صرف بڑے بڑے جاگیر د ا ر و ں کو ملتی ہے تو
میں یہ کہتا ہوں کہ ایک امیر پائیگاہ ھی کولیجئیے یہ ۲۰ لاکھ نہیں کھاتا تھا بلکہ
اس سے پرورش پانے والے کئی ذیلی جاگیردار - انعامدار - مقطعہ دار اورکئی لوگ
ہوتے تھے - لیکن آج جو رقم دیجا رہی ہے اس سے ان لوگوں کو معمولی کھانا بھی ملنا
مشکل ہوگیا ہے - ان حالات میں اگر انکے معاوضہ کو یکلخت بندکردیا جائے تو
انکا کیا حشر ہوگا - میں سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص اپنی ضروریات میں کمی کرسکتا
ہے لیکن ایک دم انہیں ختم نہیں کرسکتا یہ ممکن ہے کہ ہم مجبور کریں تو وہ اپنی
ضروریات کو بھی گھٹائیں . . . .

مسٹر چیرمن - کیا آنریبل منسٹر اور بھی وقت لینگے -

شری کے - وی - رنگا ریڈی - ابھی اور پون گھنٹہ لونگا -

شری سی - ایچ وینکٹ رام راؤ - موور آف دی رزولیوشن کو بھی موقع ملنا ہے
اسلئے آنریبل منسٹر اب اپنی تقریر ختم کریں تو مناسب ہے -

Shri R. P. Deshmukh : No hon. Member can speak for more than 20 minutes, while the hon. Minister has taken more than half an hour.

مسٹر چیرمن - آنریبل منسٹر دس منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں تو مناسب ہے -

شری کے - وی - رنگا ریڈی - اگر جلد ختم کرنا تھا تو اوس سائیڈ کے آنریبل ممبرس
کو اپنی تقریریں جلد ختم کرنا چاہئے تھا - ۲۷ اعتراضات ہیں جنکے منجملہ میں نے
۱۲ ختم کئے ہیں اور ابھی ۱۵ اعتراضات کا جواب دینا باقی ہے -

श्री. रतनलाल कोटेचा :—अभी आठ बज रहे हैं अिस लिये मैं चाहता हूं कि अिसे नेक्स्टटाअिम के लिये रखकर हाअुस अॅडजर्न (Adjourn) करें तो अच्छा होगा ।

شری کے - وی - رنگا ریڈی - ایک اعتراض یہ تھا کہ آمدنی جاگیر سے زیادہ رقم
دیجا رہی ہے - میں نے حساب سے بتلایا ہے کہ اگر انکو تین سال کی رقم یا دو سال کی
رقم دیجائے تو معاوضہ کے لحاظ سے کتنی رقم دینا پڑتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر
ایک سال میں دیں تو کتنی رقم ہوگی - دو سال میں کتنی ہوگی اور تین سال میں کتنی ؟
تین سال کے تین ہزار روپیہ دو سال میں ادا کریں تو پندرہ سو روپیہ ہوتے ہیں -
اسکو دیکھکر آنریبل ممبرس کہتے ہیں کہ پہلے جن جاگیرداروں کو ایک ہزار روپیہ
دئے جاتے تھے اب انکو پندرہ سو روپیہ دئے جارہے ہیں - میں کہونگا کہ زیادہ دینے کا

مقصد یہ ھے کہ زیادہ رقم دیگر معاوضہ جلد ادا کردیا جائے - اسطرح دیں تو پہلے سے زیادہ رقم کسطرح پہنچ سکتی ھے ؟ پائیگاھوں کی حدتک (۸۰) فیصد منہائی کا عمل کرکے رقم دیجا رہی ھے اور جاگیرات کی حدتک (۶۰) فیصد منہائی کرکے رقم دیجا رہی ھے۔ جلد ادا کرنے کی غرض سے انکی بافتنی رقوم سے کچھ رقم بڑھادی گئی ھے -

مسٹر چیرمن - وقت زیادہ ھوگیا ھے اور آنریبل ممبرس بھی زیادہ بیٹھنا نہیں چاھیے اسلئے اب ھم برخاست کرتے ھیں -

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Monday, the 12th April, 1954.
